باب 2

زر (MONEY)

انسانی تاریخ سے ظاہر ہے کہ ابتدا میں انسان جنگلوں اور غاروں میں رہتا تھا۔ جنگلی جانوروں کے گوشت اور سبزیوں سے اپنی بھوک مٹاتا تھا۔ کھال اور درختوں کے پتوں سے اپنے جسم ڈھانپتا تھا۔ تعداد میں کم ہونے کے باعث ان کی ضروریات بھی محدود نوعیت کی تھیں لیکن وقت گزرنے کے ساتھ انسانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا گیا، ضروریاتِ زندگی بڑھنے لگیں اور زندگی گزارنے کے طور طریقے مہذب ہونے لگے۔ انسان نے جنگلوں اور غاروں سے نکل کر قصبوں اور شہروں کا رخ کیا اور قبیلوں کی صورت میں زندگی بسر کرنا شروع کر دی۔ ایسے میں اسے ضروریات زندگی کے حصول میں کئی مشکلات اور پیچیدگیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ کیونکہ اُسے رہنے کے لیے چھت، جسم ڈھانپنے کے لیے لباس، بھوک مٹانے کے لیے خوراک وغیرہ کی ضرورت تھی اور ان اشیا کے حصول کیلئے اسے دوسرے لوگوں پر انحصار کرنا پڑتا تھا۔ چونکہ انسانی تمدن کے اولین دور میں نہ تو زر موجود تھا اور نہ ہی کوئی ایسی شے دستیاب تھی جو کہ اشیا کے لین دین میں سب کو قابلِ قبول ہو اور لوگ اپنی ضروریاتِ زندگی کی اشیا و خدمات اس شے کے بدلے حاصل کر سکیں۔ چنانچہ مختلف وقتوں میں مختلف اشیا کو بطور زر استعمال کیا گیا۔ جس میں جانور، کھالیں، تیر، غلہ، سیپ، پتھر، کوڑیاں اور مختلف دھاتیں قابل ذکر ہیں لیکن ان سب میں کوئی نہ کوئی نقص پایا جاتا تھا جس کی وجہ سے یہ اشیا آلہ تبادلہ کی حیثیت حاصل نہ کر سکیں۔ دورِ حاضر کے انسان کی معاشیات کے حوالے سے سب سے بڑی ایجاد زر ہے۔ زر کی ایجاد سے اشیا کے بدلے اشیا کا تبادلہ کرنے میں انسان کو جن مشکلات یا پیچیدگیوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا ان پر نہ صرف قابو پا لیا گیا بلکہ معاشی نظام کو نکھارنے اور ترقی دینے میں زر نے اہم کردار ادا کیا۔ اسی لیے زر آج ہر معیشت کیلئے ناگزیر ہے اور اس کے بغیر کوئی معیشت اپنے معاشی فرائض سرانجام نہیں دے سکتی۔

موجودہ باب میں ہم براہِ راست تبادلہ کا نظام، زر کا ارتقا، زر کی تعریف، زر کے فرائض اسکی اقسام، زر کے اوزار، زر کی طلب و رسد اور زر کی قدر پر بحث کریں گے۔

براہِ راست تبادلہ کا نظام (Barter System)

تاریخ سے ثابت ہے کہ انسان کا ابتدائی معاشی دور سادہ مگر پسماندگی کا شکار تھا۔ لوگوں کی ضروریات محدود تھیں لیکن وقت گزرنے کے ساتھ انسان مہذب اور باشعور ہوتا چلا گیا۔ اب اس نے بامقصد اور صاف ستھری زندگی گزارنے کے لیے لامحدود ضروریات کی تکمیل کے لیے مختلف شعبے بطور پیشہ اختیار کرنے شروع کر دیئے اور اپنی ضروریات کے حصول کے لیے دوسروں پر انحصار کی ضرورت کو ترویج دینا شروع کر دیا۔ یعنی اپنی ضروریات کی تسکین کے لیے دیگر کاروباری شعبوں سے اپنی اشیا کا تبادلہ شروع کر دیا۔ مثال کے طور پر ایک کاشتکار اپنی زرعی اجناس کے بدلے ضرورت کی اشیا مثلاً جوتے، کپڑے، بھیڑ بکریاں، تیر کمان، کھال وغیرہ دوسرے شعبوں سے متعلق لوگوں سے حاصل کر لیتا تھا۔ علم معاشیات میں انسانی لین دین کے اس عمل کو تبادلہ اشیا کے نظام کا (Barter System) کا نام دیا جاتا ہے۔ یاد رہے شروع میں انسان کے پاس زر یا بطور زر استعمال میں آنے والی کوئی ایسی شے موجود نہ تھی جس کے بدلے اشیا حاصل کی جا سکتیں اس لیے اشیا

کے بدلے اشیا کے تبادلے کے نظام کو فروغ دیا گیا۔

پروفیسر سٹینلے (Professor Stanley) کے مطابق:

"براہِ راست تبادلہ کا نظام ایسی معیشت کو ظاہر کرتا ہے جس میں کوئی شے قبولیت عامہ کی حیثیت نہ رکھتی ہو اور اشیا کا اشیا سے تبادلہ کیا جاتا ہو"۔

لہٰذا سادہ الفاظ میں براہِ راست تبادلہ کی تعریف یوں کی جاسکتی ہے:

''براہِ راست تبادلہ کے تحت اشیا کا تبادلہ براہ راست اشیا کے ساتھ کیا جاتا ہے اور زر کو استعمال نہیں کیا جاتا ہے''۔

براہِ راست تبادلہ کے تحت اشیا کے لین دین کا یہ طریقہ کار ہزاروں سال تک رائج رہا۔ آج بھی ترقی پذیر ممالک کے کئی پسماندہ قصبوں اور دیہاتوں میں لوگ اس نظام کے تحت اشیا کا تبادلہ کر کے اپنی ضروریات کی تکمیل کر رہے ہیں۔ تبادلہ کے اس نظام میں معاشی نظام کے پھیلاؤ کی وجہ سے کئی مشکلات درپیش آئیں جن کے باعث براہ راست تبادلہ کا نظام اپنی اہمیت کھو بیٹھا اور زوال پذیر ہو کر بالآخر ختم ہو گیا۔

2.1 براہِ راست تبادلہ کے نظام کی مشکلات (Difficulties of Barter System)

براہ راست تبادلہ کے نظام کی درج ذیل مشکلات ہیں:

1۔ ضروریات کی دوطرفہ مطابقت کا فقدان (Lack of Double Coincidence of Wants)

ضروریات کی دوطرفہ مطابقت کا فقدان براہ راست تبادلہ کے نظام کی سب سے بڑی خامی تھی۔ کیونکہ اس نظام کے تحت ہر ضرورت مند کو ایسا شخص تلاش کرنا پڑتا تھا جو اس کی شے کے عوض اپنی شے دینے پر تیار ہو۔ یعنی اگر الف شخص کے پاس گندم ہے اور وہ گندم کے عوض کپڑا حاصل کرنا چاہتا ہو تو الف شخص ایسا آدمی تلاش کرلے جس کے پاس کپڑا بھی ہو اور وہ اسے گندم کے عوض دینے پر تیار بھی ہو۔ لیکن الف شخص کو ایسا آدمی تلاش کرنے میں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا کیونکہ ہوسکتا ہے کہ الف شخص کو ایسا آدمی تو مل جائے جس کے پاس کپڑا موجود ہو لیکن وہ گندم کے عوض دینے کو تیار نہ ہو یا پھر ایسا آدمی مل جائے جس کو گندم کی ضرورت ہو لیکن اس کے پاس دینے کیلئے کپڑے کی بجائے کوئی اور شے موجود ہو۔ لہٰذا تبادلے کی دوطرفہ مطابقت بمشکل ہی ممکن ہوتی تھی۔ اس لیے افراد کے لیے ضروریات کی دوطرفہ مطابقت کا نہ ہونا اس نظام کی ناکامی کا باعث بنا۔

2۔ مشترک پیمانہ قدر کا فقدان (Lack of Common Measure of Value)

براہِ راست تبادلہ کے نظام میں اشیا کی نسبتی مالیت کو جانچنے کا کوئی پیمانہ موجود نہ تھا جس سے یہ تعین ہو سکے کہ کسی شے کے بدلے دوسری شے کی کتنی مقدار حاصل کی جاسکتی ہے۔ ہاں اگر خوش قسمتی یا اتفاقی طور پر دو ایسے افراد کا ملاپ ہو بھی جاتا جن کی ضروریات میں باہم مطابقت موجود ہوتی تو پھر دقت پیش آتی تھی کہ ایک شخص کی شے کی کتنی مقدار کے عوض دوسرے شخص کی شے کی کتنی مقدار کا تبادلہ کیا جائے۔ مثال کے طور پر اگر کسی شخص کے پاس 10 کلو چاول ہیں اور وہ گندم کے عوض بدلنا چاہتا ہو۔ فرض کریں کہ گندم کے خواہشمند کو ایسا شخص مل جائے جو اپنی گندم چاولوں کے عوض بدلنے پر تیار ہو۔ ایسے میں اگر چاولوں کا مالک 10 کلو چاول کے عوض 20 کلو گندم طلب کرلے لیکن

گندم کا مالک 10 کلو چاول کے عوض صرف 10 کلو گندم دینے کو تیار ہو تو دو طرفہ مطابقت ہونے کے باوجود سودا طے کرنا مشکل ہو گا۔ براہِ راست تبادلہ کے دور میں بسا اوقات ضرورت کی شرط کو مدنظر رکھتے ہوئے بھی لوگ اپنی شے کی زائد مقدار دوسروں کو دیکر بدلے میں کم مقدار وصول کر لیتے تھے اور دونوں میں کسی ایک کو نقصان اُٹھانا پڑتا تھا۔ اسطرح براہ راست تبادلہ کا نظام مشترک پیمانہ قدر کی عدم دستیابی اور ضرورت کی شرط کے باعث مشکلات کا شکار بن کر اپنی اہمیت کھو بیٹھا۔

3۔ اشیا کی عدم تقسیم پذیری (Lack of Divisibility of Goods)

براہ راست تبادلہ کے نظام میں بہت سی اشیا مثلاً گائے، بکری، کرسی وغیرہ کی تقسیم پذیری ناممکن تھی۔ جس کی وجہ سے ضروریات کی دوسری اشیا مختلف افراد سے حاصل نہیں کی جاسکتیں تھیں۔ مثال کے طور پر اگر کسی شخص کے پاس تیر کمان تھا اور وہ اس کے بدلے گندم، چاول یا دودھ حاصل کرنا چاہتا تھا تو وہ ان اشیا کو حاصل کرنے کیلئے تیر کمان کو تقسیم نہیں کر سکتا تھا۔ بسا اوقات براہ راست تبادلہ میں ایک اور دقت یہ پیش آتی تھی جس میں ضرورت مند کو اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے زائد قدر و مالیت کی شے قربان کرنا پڑتی تھی مثلاً اگر کسی شخص کو پہننے کے لیے جوتا درکار ہوتا اور اس کے پاس جوتے حاصل کرنے کیلئے ایک گائے ہوتی تو ایسے میں وہ گائے کو ٹکڑوں میں تو تقسیم کر نہیں سکتا تھا۔ لہٰذا اسے یا تو جوتوں کے عوض گائے دینا پڑتی تھی یا پھر اپنی ضرورت کو چھوڑنا پڑتا تھا۔ لہٰذا ایسی کئی ناقابل تقسیم اشیا کی صورت میں براہِ راست تبادلہ کا نظام ناکام ہو گیا اور اشیا کے لین دین میں خاصی مشکلات پیدا کرنے کا سبب بنا۔

4۔ ذخیرہ قدر کا فقدان (Lack of Store of Value)

براہ راست تبادلہ کے زمانے میں لوگوں کے پاس دولت گائے، بھینس، بکریوں اور اشیا مثلاً پھل، سبزیوں، دودھ، مچھلی وغیرہ کی صورت میں ہوتی تھی۔ ان اشیا کی قدر کو ذخیرہ کرنے میں بہت سی دشواریاں درپیش تھیں۔ کیونکہ گائے، بھینس، بکریوں کی دیکھ بھال اور نگہداشت پر کثیر اخراجات اور وسیع جگہ درکار ہونے کے باعث مالک کو کافی نقصان اٹھانا پڑتا تھا جبکہ گل سڑ جانے والی اشیا پھل، مچھلی، سبزیوں وغیرہ کو بھی لمبی مدت کے لیے ذخیرہ کرنا ناممکن تھا۔ کیونکہ ایسی سہولیات ہی میسر نہ تھیں کہ انہیں بحفاظت ذخیرہ کیا جا سکے۔ اس لیے یہ اشیا جلد خراب ہو جاتی تھیں۔ اس طرح ان اشیا کے مالکان کو بڑا نقصان برداشت کرنا پڑتا تھا۔ ان حالات میں براہِ راست تبادلہ کا نظام اشیا کے ذخیرہ نہ ہونے کے پیش نظر مشکلات کا شکار ہو کر اپنی حیثیت کھو بیٹھا اور ناپید ہو گیا۔

5۔ دولت کی نقل مکانی کا فقدان (Lack of Transfer of Wealth)

براہِ راست تبادلہ کے دور میں لوگوں کے پاس دولت خصوصاً زمین اور اثاثے مویشیوں اور اشیا کی شکل میں ہوتے تھے جن کو ایک جگہ سے دوسری جگہ، ایک علاقہ سے دوسرے علاقہ میں منتقل کرنے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ مثال کے طور پر اگر کسی شخص کے پاس دولت، گائے، بھینس، بکریوں، گھوڑے، اونٹوں، غلے، پھل اور سبزیوں کی صورت میں ہوتی تھی تو اسے ان اشیا کو دوسری جگہ منتقل کرنے میں کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ پھل اور سبزیاں گل سڑ جاتی تھیں اور نقل مکانی پر بے شمار اخراجات برداشت کرنا پڑتے تھے۔ اس طرح ایسے افراد جن کو گھر فروخت کرنے کے عوض متعدد اشیا ملتی تھیں ضروری نہیں انہیں کسی دوسری جگہ ان اشیا کے بدلے گھر مل سکے۔ ان حالات میں لوگوں کو اپنی دولت یا اثاثے منتقل کرنے میں کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔

6۔ مستقبل کی ادائیگیوں میں دقت (Difficulty in Deferred Payments)

براہِ راست تبادلہ کے زمانے میں مستقبل کی ادائیگیاں چکانے کے سلسلے میں کئی مشکلات درپیش تھیں۔ چونکہ براہِ راست تبادلہ کے دور میں زر تو موجود نہ تھا اس لیے لوگ اُدھار اشیا کی شکل میں حاصل کرتے اور اشیا کی شکل میں ہی واپس کرتے تھے۔ اس صورت میں یہ مشکل پیش آتی تھی کہ اگر کسی شخص نے قرض دار کو قحط سالی کے زمانے میں ایک بوری گندم اُدھار دی ہوتی اور اسے گندم کی فراوانی کے زمانے میں گندم کی پہلے جتنی ہی مقدار واپس ملتی تو ایسے میں اُدھار لین دین کے سلسلے میں دونوں فریقوں کے درمیان کئی قسم کی رنجشیں پیدا ہو جاتیں مثلاً گندم کی قدر۔ اسی طرح اُدھار لین دین کے معاملے میں مویشیوں کا استعمال بھی دقت کا باعث بنتا تھا۔ کیونکہ اگر کوئی شخص کوئی مویشی اُدھار لے کر جاتا تو واپسی پر قرض خواہ کئی اعتراضات اُٹھاتا مثلاً مویشی بیمار ہے کمزور ہے بڑا یا چھوٹا ہے وغیرہ ان حالات میں براہِ راست تبادلہ کا نظام دونوں فریقوں کے درمیان اُدھار لین دین کے سلسلے میں اپنا موثر کردار ادا نہ کر سکا۔

7۔ حکومتی وصولیوں کے حصول میں دقت
(Difficulty in Collection of Government Revenues)

براہِ راست تبادلہ کے زمانے میں ایک اور مشکل یہ تھی کی حکومت اپنے واجبات اور اخراجات زر کی عدم موجودگی کے باعث کسی جنس یا شے کی صورت میں وصول اور خرچ کرتی تھی۔ چونکہ حکومت وصولیاں اشیا (مثلاً گائے، بھینس، بکری، گندم، پھل، سبزیوں وغیرہ) کی صورت میں وصول کرتی تھی اس لیے ان اشیا کا ذخیرہ کرنا بڑا مشکل کام تھا۔ سبزیاں، پھل وغیرہ گل سڑ جاتے تھے۔ اسطرح حکومت کو کثیر نقصان اٹھانا پڑتا تھا۔ دوسری طرف حکومت کو اپنے فرائض سرانجام دینے کیلئے مختلف لوگوں کو ادائیگیاں کرنا پڑتی تھیں جو اشیا کی شکل میں ہونے کے باعث دوطرفہ مطابقت کا نہ ہونا، عدم تقسیم پذیری، ذخیرہ قدر کا نہ ہونا وغیرہ جیسی مشکلات کے باعث حکومت کے لیے کئی قسم کے مسائل کو جنم دیتی تھی۔ ان حالات میں یہ نظام بُری طرح متاثر ہوا اور اپنی قدر کھو بیٹھا۔

2.2 زر کا ارتقا (Evolution of Money)

براہِ راست تبادلہ کے نظام کی خامیوں نے انسان کو ایسا آلہ تبادلہ تلاش کرنے پر مجبور کر دیا جو متذکرہ بالا مشکلات پر قابو پا سکے اور لوگ اپنی ضروریات کی اشیا کا لین دین باآسانی کر سکیں۔ چنانچہ سب کو قابلِ قبول آلہ تبادلہ کی تلاش کے مختلف مراحل پر انسان نے مخصوص اشیا کو بطور زر استعمال کیا جو اپنے اپنے دور کے نظام کی تہذیبی، معاشی اور صنعتی ترقی کی عکاسی کرتے ہیں۔ زر کے ارتقا کے سلسلے میں استعمال ہونے والی اشیا کے بسلسلہ ادوار کوئی قطعی تقسیم بندی نہیں کی جاسکتی کیونکہ کسی ایک ہی دور میں بیک وقت ایک سے زیادہ قسم کے زر استعمال ہوتے رہے ہیں۔ لہٰذا ارتقائی نقطہ نظر سے زر کی اقسام کی وضاحت درج ذیل طریقہ سے کی جاسکتی ہے۔

الف۔ اشیائی زر یا اجناسی زر (Commodity Money)

چونکہ انسانی تمدن کے اولین دور میں نہ تو زر موجود تھا اور نہ ہی کوئی ایسی شے دستیاب تھی جو کہ اشیا کے لین دین میں سب کو قابلِ قبول ہو اور لوگ اپنی ضروریات کی اشیا اس شے کے بدلے حاصل کر سکیں۔ چنانچہ مختلف وقتوں میں مختلف اشیا کو بطور زر آزمایا گیا۔ جن میں جانور، کھالیں، تیر، غلہ، سیپ، پتھر، کوڑیاں، تمباکو، زیتون کا تیل، تانبا، لوہا، چاندی، سونا، اور ہیرے قابلِ ذکر ہیں۔ اشیائی زر آج سے

تقریباً دو ہزار سال قبل تک لوگوں کی صرفی مقاصد کے لیے استعمال ہوتا رہا۔ جنہیں علاقے کی جغرافیائی، موسمی، تہذیبی اور معاشی حالات کے مطابق افراد استعمال کرتے رہے لیکن زر کی ان اقسام میں کوئی نہ کوئی نقص موجود تھا۔ جس کی وجہ سے یہ مستقل آلہ تبادلہ کی حیثیت سے استعمال نہ ہو سکے مثلاً مویشی (گائے، بھینس، بکری وغیرہ) ناقابل تقسیم ہوتے تھے۔ ضیاع پذیر اشیا کا (پھل، سبزیاں وغیرہ) ذخیرہ کرنا مشکل تھا اور کئی اشیا کا وزن زیادہ ہونے کے باعث نقل پذیری مشکل کا باعث بنتی تھی۔ چنانچہ ان حالات میں انسان نے اچھے زر کے حصول کے لیے اپنی جدوجہد اور تلاش جاری رکھی اور اشیائی زر کو خیر باد کہہ کر دھاتوں مثلاً سونا، چاندی وغیرہ کو بطور زر استعمال کرنا شروع کر دیا۔

ب۔ دھاتی زر (Metallic Money)

بطور زر قیمتی دھاتوں مثلاً سونا چاندی وغیرہ کا استعمال قبل از مسیح کے دور سے شروع ہو کر انیسویں صدی کے آخر تک رائج رہا۔ انیسویں صدی کے اختتام پر انسانی تہذیب کے فروغ کے ساتھ ہی کاروباری سرگرمیاں غلہ بانی، کاشتکاری کے دور سے نکل کر زرعی و صنعتی تجارت کے دور میں داخل ہو گئیں۔ تاجروں کو خام مال کی خرید و فروخت کے لیے دُور دراز کے علاقوں میں اپنی ادائیگیاں چکانے کیلئے ایسے آلہ تبادلہ کی ضرورت تھی جو مالیت میں زیادہ اور وزن میں کم ہو۔ چنانچہ انیسویں صدی کے آخر میں اشیا کی جگہ سونے چاندی کے سکوں کو آلہ تبادلہ کے طور پر استعمال کیا جانے لگا۔ یہ دھاتی سکے بلا روک ٹوک اشیا کے لین دین میں استعمال ہوتے رہے لیکن ان سب میں بھی کچھ نقائص پائے جاتے تھے مثلاً سونے چاندی کے سکوں پر میل جم جاتی تھی جس سے ان کی شکل دھندلا جاتی تھی۔ ان سکوں میں کھوٹ شامل کر دی جاتی تھی۔ جس کی وجہ سے جعلی اور کھرے سکوں میں فرق کرنا مشکل ہو جاتا تھا۔ قیمتی دھاتوں کی رسد محدود ہوتی تھی اس لیے تجارت کی توسیع کے ساتھ ساتھ معیاری سکوں کی مقدار میں مطلوبہ شرح سے اضافہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس کے علاوہ دھاتی سکوں کو بڑی مقدار میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا آسان کام نہ تھا۔

ج۔ کاغذی زر (Paper Money)

چونکہ دھاتی سکے وزن دار ہونے کے باعث ان کو بڑی مقدار میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے میں کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا اس لیے دھاتی سکوں کی جگہ کاغذی زر نے لے لی۔ جن کو حکومت یا حکومت کا نمائندہ ادارہ (مرکزی بنک) جاری کرتا ہے۔ کاغذی زر مختلف مالیت کے کرنسی نوٹوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس وقت دنیا کے تمام ممالک میں کاغذی زر ہی اشیا کے لین دین میں استعمال ہوتا ہے۔ کاغذی زر میں آلہ تبادلہ کے طور پر استعمال ہونے کی تمام خوبیاں موجود ہیں جو کہ کسی اچھے زر میں موجود ہونی چاہیں مثلاً کاغذی زر وزن میں ہلکا اور قدر و مالیت میں زیادہ ہوتا ہے۔ ان کو آسانی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جا سکتا ہے۔ نوٹ جاری کرنے والے ادارے کا خاص قسم کے طباعتی طریقہ کار کے تحت جعلی نوٹوں کا اجرا روکا جا سکتا ہے۔ کاغذی نوٹ حکومت کے واضح کردہ طریقہ کار کے تحت ایک خاص مقدار میں چھپ سکتے ہیں اس لیے ان کی کامیابی اور قدر و مالیت کو موثر بنا کر قبولیت عامہ کا وصف بھی یقینی بنایا جا سکتا ہے۔

د۔ اعتباری زر (Credit Money)

اعتباری زر ایک ایسی قانونی تحریر ہے جس کا دستخط کنندہ اس تحریر کے حامل ہذا کو درج شدہ رقم ادا کرنے کا پابند ہوتا ہے۔ اعتباری زر بھروسے یا اعتبار کی بنیاد پر معیشت میں گردش کرتا ہے۔ تجارتی بنکوں کے جاری کردہ ڈرافٹ، چیک، پے آرڈر، ہنڈیاں،

کریڈٹ کارڈز وغیرہ اعتباری زر کہلاتے ہیں۔ اس وقت دنیا کے تمام ممالک میں مقدارِ زر کا ایک نمایاں حصہ اعتباری زر پر مشتمل ہے۔ اس لیے معیشت کی تمام معاشی و ترقیاتی سرگرمیاں اعتباری زر کی گردش سے وابستہ ہیں۔ اس طرح کاروباری ادائیگیوں اور وصولیوں میں زرِ اعتبار بطور آلہ تبادلہ وسیع پیمانے پر استعمال ہو رہا ہے۔ زرِ اعتبار کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نہ صرف اس کا استعمال بڑھتا جا رہا ہے بلکہ اس کی نئی اقسام وجود میں آ رہی ہیں۔

2.3 زر کی تعریف (Definition of Money)

منڈیاتی نظام کو موثر بنانے اور مختلف شعبوں کو آپس میں یکجا رکھنے کے لیے قیمتوں کا زری نظام اہم کردار ادا کرتا ہے۔ قیمتوں کے اظہار کے لیے زر ایک معیار کی حیثیت سے نہ صرف معاشی شعبوں میں قیمتوں کے تغیرات کو استحکام فراہم کرتا ہے بلکہ آلہ تبادلہ کی حیثیت سے اشیا کے لین دین اور قرضوں کی ادائیگی کا ذریعہ بنتا ہے۔ زر کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے مختلف معیشت دانوں نے مختلف ادوار میں زر کے مفہوم کو مختلف انداز میں بیان کیا ہے۔

پروفیسر واکر (Professor Walker) نے زر کو بیان کرتے ہوئے کہا:

"Money is what money does".

''زر سے مراد وہ شے ہے جو بطورِ زر اپنے فرائض سرانجام دیتی ہے''

مورگن (Morgan) کے نزدیک:

"Money is anything that is widely used in payments of debts".

زر وہ شے ہے جو عام طور پر قرضوں کی ادائیگی کے لیے استعمال ہوتا ہے''۔

جیوفرے کراؤتھر (Geofferoy Crowther) کے مطابق:

" Anything that is generally acceptable as a means of exchange and at the same time acts as a measure and a store of value"۔

''کوئی بھی وہ شے زر کہلاتی ہے جسے آلہ تبادلہ کی حیثیت سے قبولیت عامہ حاصل ہو اور ساتھ ہی ساتھ پیمانہ قدر اور ذخیرہ قدر کا کام سرانجام دے''۔

جی کراؤتھر نے اپنی تعریف میں زر بطور آلہ قبولیت عامہ، پیمانہ قدر اور ذخیرہ قدر کے معنوں میں پیش کر کے زر کے اہم فرائض کی طرف توجہ دلائی لیکن زر کے ایک اہم فرض مستقبل کی ادائیگیوں کو نظر انداز کر دیا۔

جے ایم کینز (J.M. Kaynes) کی تعریف کراؤتھر سے زیادہ جامع اور مفصل ہے کیونکہ اس نے زر کے تمام فرائض کا اپنی تعریف میں جائزہ لیا ہے:

"That by delivery of which debt contracts and price contracts are discharged and in the shape of which a store of general purchasing power is held".

"زر وہ شے ہے جس کے ذریعے اُدھار کے معاہدوں اور قیمت کے معاہدوں کی ادائیگیاں چکائی جاتی ہیں اور جس کی

شکل میں عام قوت خرید کا ذخیرہ کیا جاتا ہے"۔

جے ایم کینز کی تعریف کو ہم درج ذیل حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں جس کی بنیاد پر زر کی تعریف واضح ہوگی۔

الف۔ اُدھار کے معاہدے بحیثیت مستقبل کی ادائیگیاں: ان سے مراد اشیا کے لین دین کے معاملے میں وہ ادائیگیاں ہیں جن کو مستقبل میں چکانے کا وعدہ کیا گیا ہو۔ لہٰذا زر مستقبل کی ادائیگیوں میں معیار کا کام سرانجام دیتا ہے۔

ب۔ قیمت کے معاہدے بحیثیت پیائش قدر: چونکہ قیمتوں کی ادائیگی کے لیے زر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس لیے زر مال کی ادائیگی کے لیے پیمانہ قدر کا کام بھی دیتا ہے۔

ج۔ معاہدوں کی ادائیگیاں چکانا بحیثیت آلہ تبادلہ: زر آلہ تبادلہ کی حیثیت سے مستقبل کی ادائیگیاں چکانے میں کام آتا ہے۔

د۔ قبولیت عامہ: زر کو اشیا کے لین دین میں بلا حیل و حجت قبول کر لیا جاتا ہے کیونکہ اسے قبولیت عامہ حاصل ہوتی ہے۔

ح۔ ذخیرہ قدر: چونکہ زر کی صورت میں دولت کا ذخیرہ کیا جاسکتا ہے اس لیے زر بحیثیت ذخیرہ بھی استعمال ہوتا ہے۔

جے ایم کینز کی تعریف کا جائزہ لینے کے بعد کہا جاسکتا ہے کہ اس کی تعریف زر کے تمام ممکنہ فرائض کا احاطہ کرتی ہے۔ یعنی مستقبل کی ادائیگیوں کے معیار، پیمانہ قدر، آلہ تبادلہ اور ذخیرہ قدر وغیرہ۔

2.4 زر کے فرائض (Functions of Money)

زر کے اہم فرائض درج ذیل ہیں:

1۔ آلۂ تبادلہ (Medium of Exchange)

اشیا کا لین دین کرتے وقت زر بطور آلہ تبادلہ اپنا کام سرانجام دیتے ہوئے پیدائش دولت، تقسیم دولت اور تبادلہ دولت کے عمل کو تقویت بخشتا ہے۔ افراد بحیثیت عاملین پیدائش پیداواری اداروں کو اپنی خدمات مہیا کر کے زر کی صورت میں آمدنیاں وصول کرتے ہیں اور کاروباری ادارے اشیا فراہم کر کے زر کی صورت میں اشیا و خدمات کی مالیت صارفین سے وصول کر لیتے ہیں۔ اس طرح زر بطور آلہ تبادلہ عاملین پیداوار اور کاروباری اداروں کے درمیان گردش کرتے ہوئے پیدائش دولت، تقسیم دولت اور تبادلہ دولت کے عمل کو جاری رکھتا ہے۔ اس طرح زر کی بدولت اب براہ راست تبادلہ کے زمانے کی مشکل، اشیا کی دوطرفہ مطابقت کا نہ ہونے کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ اب ہر کوئی اپنی اشیا کو منڈی میں فروخت کر کے اپنی مرضی اور ضرورت کی اشیا حاصل کر سکتا ہے۔ اس طرح زر اشیا و خدمات کی خرید و فروخت کے وقت لوگوں کے درمیان بطور آلہ تبادلہ بلا روک ٹوک گردش کرتا ہے۔

2۔ پیمانہ قدر (Measure of Value)

زر اشیا و خدمات کی قدر (Value) کی پیائش کا کام بخوبی سرانجام دیتا ہے۔ جس طرح گندم، چینی، چاول وغیرہ کی پیائش کے لیے مختلف اوزان کے باٹ، کپڑے کی پیائش کے لیے میٹر بحیثیت معیار استعمال ہوتے ہیں اسی طرح اشیا و خدمات کی قدر و قیمت جانچنے کے لیے زر بطور معیار (Standard) استعمال ہوتا ہے۔ چونکہ مختلف اشیا کی قدر و مالیت مختلف ہوتی ہے۔ اس لیے زر کو مشترک پیمانہ قدر مانتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ ایک کلوگرام چینی کی قیمت 50 روپے ہے۔ ایک میٹر کپڑے کی قیمت 100 روپے ہے۔ اس طرح ہر شخص زر کی

بدولت اپنی اشیا کی قدرو مالیت کا اندازہ بخوبی کر سکتا ہے جو کہ براہِ راست تبادلہ کے دور میں ممکن نہیں تھا۔ کیونکہ اس نظام کے تحت یہ دیکھنا پڑتا تھا کہ ایک کلوگرام چینی کتنی گندم یا کتنے میٹر کپڑے کے برابر ہے اب زر کی بدولت تمام اشیاوخدمات کی قدری مالیت کا تعین کیا جا سکتا ہے۔

3- انتقال قدر (Transfer of Value)

براہ راست تبادلہ میں قدر (دولت) کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا بڑا مشکل کام تھا۔ اب زر کی موجودگی میں اشیا کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کی بجائے ان کو زری مالیت میں بیچ کر دوسری جگہ اس زر سے یہ اشیا حاصل کی جا سکتی ہیں۔ لہٰذا زر کی بدولت اب لوگ اپنے اثاثوں کو بیچ کر دوسری جگہ اثاثے منتقل کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک کسان اپنی زمین اور اشیا کو بیچ کر جہاں چاہے اپنی مرضی کی زمین اور اشیا زر کے عوض خرید سکتا ہے۔

4- حکومتی ادائیگیوں اور وصولیوں کا ذریعہ

(Means of Government Payments and Revenues)

زر حکومت کے لیے ادائیگیوں اور وصولیوں کے لیے معیار کا کام بھی سرانجام دیتا ہے۔ اب زری نظام میں حکومت اپنے تمام واجبات (مثلاً ٹیکس، محصولات، مالیہ، جرمانے، یوٹیلٹی بل وغیرہ) اور ادائیگیاں (مثلاً تنخواہیں، پینشن، وظائف، انعامات وغیرہ) سب زر کی صورت میں وصول اور ادا کرتی ہے لیکن براہ راست تبادلہ کے دور میں زر نہ ہونے کے باعث حکومت کے لیے کئی مشکلات تھیں لیکن زر نے اس مشکل کو بھی دُور کر دیا اب حکومت زر کی صورت میں اپنی وصولیاں اور ادائیگیاں کرتی ہے۔ جس کے باعث حکومت کے انتظامی عمل کو تقویت ملی ہے۔ اس کے علاوہ براہِ راست تبادلہ کے زمانہ میں اشیا کی برآمد و درآمد کئی مشکلات پیدا کرتی تھی لیکن زر نے بین الاقوامی تجارت کو بھی آسان بنا دیا ہے۔

5۔ معاشی ترقی (Economic Development)

کسی ملک کی معاشی ترقی میں زری نظام کے مستحکم ہونے اور قیمتوں کے نظام کے موثر ہونے کا بڑا عمل دخل ہوتا ہے کیونکہ جس ملک میں زر کی گردش مناسب ہو وہاں کا معاشی ڈھانچہ مضبوط اور کامیاب بنیادوں پر ترقی کی طرف گامزن ہوتا ہے۔ ترقیاتی منصوبے جلد پایۂ تکمیل کو پہنچتے ہیں۔ غیر ملکی سرمایہ کاروں کے لیے مواقع پیدا ہوتے ہیں اور وہ سرمایہ کاری کرنے سے گریز نہیں کرتے۔ بڑھتی ہوئی سرمایہ کاری ملکی پیداوار میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔ بیروزگاری میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ لوگوں کی آمدنیاں بڑھنے سے ان کا معیار زندگی بلند ہو جاتا ہے اور قوت خرید بڑھ جاتی ہے، ملک معاشی ترقی کی طرف تیزی سے بڑھنے لگتا ہے اور معاشی طور پر ملک مستحکم ہو جاتا ہے۔

6۔ متفرق فرائض (Miscellaneous Functions)

بطور آلہ تبادلہ زر معاشی سرگرمیوں کو درج ذیل طریقوں سے تقویت بخشتا ہے:

i۔ جدید دَور میں قیمتوں کے زری نظام کو موثر بنانے اور روزمرہ کے حساب کتاب کیلئے زر استعمال کیا جاتا ہے۔ یعنی اشیا کی قیمتیں اور عاملینِ پیدائش کے معاوضے زر کی صورت میں متعین ہوتے ہیں۔

ii۔ لوگ زر کو مقبول ترین آلہ مبادلہ ہونے کے باعث بغیر کسی حیل وحجت قبول کر لیتے ہیں جبکہ قیمتی اشیا مثلاً، چاندی، ہیرے وغیرہ کو قبولیت عامہ حاصل نہیں ہے۔

iii۔ زر سیال پذیر اثاثہ (Liquid Asset) ہے۔ جسے کسی بھی وقت اشیاوخدمات کی خریداری پر خرچ کیا جاسکتا ہے۔

iv۔ حکومت اپنی ضروریات اور خسارے کو پورا کرنے کیلئے جب چاہے زر کی رسد بڑھا سکتی ہے۔

v۔ جدید بنکاری نظام زر کی بدولت ہی اپنے کاروبار کو وسعت دیتا ہے۔

2.5 زر کی اقسام (Kinds of Money)

زر کی اہم اقسام درج ذیل ہیں:

1۔ دھاتی زر (Metallic Money)

مختلف دھاتوں مثلاً سونا، چاندی، نکل، لوہا وغیرہ سے بنائے گئے سکوں کو دھاتی زر کہتے ہیں۔ دھاتی زر کا استعمال قبل از مسیح کے دور سے لے کر انیسویں صدی کے آخر تک رائج رہا۔ ابتدائی دور میں یہ زر قیمتی دھاتوں کے مخصوص اوزان کے ٹکڑوں پر مشتمل ہوتا تھا لیکن بیسویں صدی میں مختلف ریاستوں کے حکمرانوں نے باقاعدہ ٹکسالیں (Mints) قائم کر کے مختلف اوزان کے سکوں پر ان کی قدری مالیت، حکمرانوں کی اشکال اور حکمرانوں کے نام کندہ کرنے شروع کر دیئے۔ قیمتی دھاتوں کے ان سکوں کا رواج زیادہ دیر تک جاری نہ رہا اور ناپید ہو گیا۔ اب دھاتی زر عام دھات کے آمیزے سے تیار کیے جاتے ہیں جن کی دو اہم اقسام درج ذیل ہیں۔

i۔ معیاری زر (Standard Money)

معیاری زر کی ظاہری اور حقیقی قدر و قیمت آپس میں برابر ہوتی ہے۔ اس لیے اسے پوری مالیت کا سکہ (Full Bodied Coin) بھی کہتے ہیں۔ اس قسم کے سکے میں جو شے بھی بطور زر استعمال کی جارہی ہو اس کی دھاتی مالیت اس سکے پر کندہ کی گئی مالیت کے برابر ہوتی ہے۔ بالالفاظ دیگر معیاری زر کی بیرونی سطح پر جو مالیت لکھی گئی ہوتی ہے اتنی ہی مالیت کی قیمتی دھات اس سکے میں موجود ہوتی ہے۔ 1893 سے قبل برصغیر میں استعمال ہونے والا سکہ پوری مالیت کا تھا کیونکہ جتنی مالیت اس سکے پر درج ہوتی تھی اتنی ہی مالیت کی چاندی اس میں موجود ہوتی تھی۔ انیسویں صدی کے اوائل میں قیمتی دھاتوں کی قلت کے پیش نظر معیاری سکوں کا اجرا بند کر دیا گیا۔ اب کسی بھی ملک میں معیاری سکے نہیں ہوتے اور قیمتی دھاتوں کو دوسرے اہم مقاصد میں استعمال کیا جاتا ہے۔

ii۔ علامتی زر (Token Money)

علامتی زر کی ظاہری قدر و قیمت اس کی حقیقی قدر یا سکے میں موجود قدر و قیمت سے کہیں زیادہ ہوتی ہے مثلاً پاکستان میں رائج تمام دھاتی سکوں اور کاغذی نوٹوں کی ظاہری قدر ان کی اندرونی یا حقیقی قدر سے زیادہ ہوتی ہے کیونکہ ان سکوں اور نوٹوں پر جو مالیت درج ہوتی ہے اتنی مالیت کی دھات یا کاغذی قدر ان میں شامل نہیں ہوتی۔ سکوں کی نسبت کاغذی نوٹوں کی ظاہری مالیت تو حقیقی مالیت سے کہیں زیادہ ہے۔ اس وقت دُنیا کے تمام ممالک میں علامتی زر ہی زیر گردش ہے جسے حکومت کی قائم کردہ ٹکسالیں (Mints) جاری کرتی ہیں۔

2۔ کاغذی زر (Paper Money)

کاغذی زر حکومت یا حکومت کا مرکزی بنک جاری کرتا ہے۔ جس کو اشیا و خدمات کی خرید و فروخت میں بطور آلہ تبادلہ بغیر حیل وحجت قبول کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اسے حکومت کی حمایت حاصل ہوتی ہے۔ پاکستان میں سکے حکومت پاکستان اور کاغذی نوٹ ملک کا مرکزی بنک (سٹیٹ بنک آف پاکستان) جاری کرتا ہے۔ یاد رہے کاغذی زر کے اجرا کیلئے مرکزی بنک متناسب محفوظات کا نظام (Proportional Reserve System) کو اپناتے ہوئے جاری کردہ نوٹوں کی کل مالیت کا کم سے کم 30 فیصد زر محفوظ منظور شدہ زر تبادلہ، سونے، چاندی کی شکل میں ضمانت کے طور پر رکھنا پڑتا ہے اور جاری کردہ کل نوٹوں کی باقی مالیت کو ملکی اثاثوں کو رہن رکھ کر چھاپے جاتے ہیں۔ کاغذی زر دو طرح کا ہوتا ہے۔

i۔ بدل پذیر کاغذی زر (Convertible Paper Money)

اس سے مراد وہ کاغذی زر ہے جسے حکومت یا مرکزی بنک مطالبے کی صورت میں سونے، چاندی یا منظور شدہ زر تبادلہ کی شکل میں بدلنے کا پابند ہوتا ہے۔

ii۔ غیر بدل پذیر کاغذی زر (Inconvertible Paper Money)

ان سے مراد ایسے کاغذی نوٹ ہیں جنہیں حکومت یا حکومت کا مرکزی بنک جاری تو کرتا ہے لیکن ان کے عوض مطالبہ کرنے پر ان کو سونے، چاندی یا منظور شدہ زر تبادلہ دینے کی ذمہ داری قبول نہیں کرتا۔ یاد رہے حکومت ایسے نوٹوں کو جاری کرتے وقت ان کی پشت پر سونا، چاندی یا زر تبادلہ بحیثیت زر محفوظ نہیں رکھتی لیکن اشیا کے لین دین میں سب لوگ اسے قبول کرنے کے پابند ہوتے تھے۔ اس لیے غیر بدل پذیر زر کو قانونی زر (Legal Tender) بھی کہتے ہیں ماضی میں پاکستان میں ایک روپیہ کا کاغذی نوٹ غیر بدل پذیر کاغذی زر تھا۔ کیونکہ حکومت اس کی پشت پر کوئی زر محفوظ نہیں رکھتی تھی لیکن اشیا کے لین دین میں سب لوگ اسے قبول کرنے کے پابند ہوتے تھے۔ اب پاکستان نے ایک، دو، پانچ روپے کے نوٹ ختم کر کے سکے جاری کر دیئے ہیں جنہیں مطالبے پر حکومت کے جاری کردہ روپوں کے عوض تو بدلا جا سکتا ہے لیکن ان کو سونا، چاندی یا منظور شدہ زر میں تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ اس وقت بشمول پاکستان دنیا کے تمام ممالک میں غیر بدل پذیر کاغذی زر کا نظام رائج ہے۔

3۔ قانونی زر (Legal Tender)

اس سے مراد ایسا زر ہوتا ہے جسے قرضوں کی ادائیگی، قیمتوں کو ادا کرنے اور عام لین دین میں حکومت کی طرف سے قانوناً قبول کرنا پڑتا ہے اس کو قبول نہ کرنا جرم تصور کیا جاتا ہے۔ اس وقت پاکستان میں رائج تمام سکے اور کرنسی نوٹ قانونی زر کہلاتے ہیں۔ جنہیں قانونی طور پر قبول کرنے کی درج ذیل وجوہات ہیں۔

i۔ حکومتی پشت پناہی کے باعث قانونی زر بطور آلہ تبادلہ استعمال ہوتا ہے اور کوئی شخص اسے اشیا کے لین دین کے معاملے میں لینے سے انکار نہیں کر سکتا ہے۔

ii۔ اُدھار لین دین کے معاملے میں اگر قرض خواہ مقروض کی ادا کردہ قانونی زر کی ادائیگی کو قبول نہ کرے تو قرض خواہ نہ صرف

واجب الادا سود بلکہ اصل رقم سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

iii۔ حکومت اپنے فرائض کو سرانجام دینے کیلئے اسی قانونی زر کو واجبات کی وصولی اور اخراجات کی ادائیگی میں استعمال کرتی ہے۔ قانونی زر کو حکمی زر (Fiat Money) بھی کہتے ہیں کیونکہ حکومت نے اس کو عام لین دین میں قبول کرنے کا اعلان کیا ہوتا ہے۔ اس لیے ملک میں رائج قانون کی رو سے اسے قبول کرنا پڑتا ہے۔ چونکہ قانونی زر کو قبول نہ کرنا جرم تصور ہوتا ہے اس لیے یہ قانونی زر بعض اوقات مشکلات کا باعث بنتا ہے مثلاً چھوٹے سکوں کی صورت میں ایک بڑی رقم کی ادائیگی وصول کنندہ کے لیے مصیبت کا باعث بن سکتی ہے۔ ایسے میں انکار جرم تصور ہوگا اس مشکل پر قابو پانے کے لیے حکومت نے قانونی زر کو دو اقسام میں بانٹ دیا ہے۔

(الف) محدود قانونی زر (Limited Legal Tender)

اشیاوخدمات کے لین دین کے معاملے میں ایسے زر کو ایک خاص مالیت کی حد تک ہی قانونا قبول کیا جاتا ہے لیکن اگر اس زر کی ادائیگی اپنی حد سے تجاوز کر جائے تو رقم کا وصول کنندہ اسے قبول کرنے سے انکار کرسکتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر اسلم نے اکرم کو پانچ ہزار روپے دینے ہوں۔ اب اگر اسلم، اکرم کو پانچ ہزار روپے کی مالیت کے برابر چھوٹے سکے ادا کرتا ہے تو اکرم کو قانونی طور پر حق حاصل ہے کہ وہ بوجہ زحمت شمار کرنے سے اس رقم کو لینے سے انکار کردے۔ اس لیے چھوٹے سکے ایک مقررہ حد تک ہی کسی ادائیگی میں دیئے جاسکتے ہیں۔

(ب) غیر محدود قانونی زر (Un-Limited Legal Tender)

اس سے مراد ایسا قانونی زر ہے جس کی ادائیگی میں اشیاوخدمات کی خرید وفروخت کے دوران کسی قسم کی مقررہ حد کی پابندی نہیں یعنی اس زر کی صورت میں کتنی ہی بڑی رقم کی ادائیگی وصول کنندہ کو بلا حیل وحجت قبول کرنا پڑتی ہے۔ پاکستان میں غیر محدود قانونی زر کے زمرے میں پانچ روپے کے سکے سے لے کر پانچ ہزار روپے کے کرنسی نوٹ ہوتے ہیں۔ یاد رہے لین دین کے معاملے میں غیر محدود قانونی زر لینے سے انکار کی صورت میں جرم تصور ہوتا ہے اور وصول کنندہ کے خلاف قانونی چارہ جوئی بھی کی جاسکتی ہے۔ لہٰذا اشیاوخدمات کے لین دین یا دیگر قیمتی سرگرمیوں کی ادائیگی کے لیے غیر محدود قانونی زر بلا خوف وخطر چھوٹی یا بڑی رقم کی صورت میں ادا کیا جاسکتا ہے۔

4۔ اعتباری زر (Credit Money)

اعتباری زر قرض خواہ (Creditor) اور قرض دار (Debtor) کے درمیان بھروسے یا اعتبار کی بنیاد پر گردش کرتا ہے۔ یہ زر بنکوں کے جاری کردہ چیک، ڈرافٹ، ہنڈیوں، کریڈٹ کارڈز وغیرہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ لہٰذا اعتباری زر محض اعتبار کی بنیاد پر گردش کرتا ہے۔ قانونی طور پر کوئی بھی شخص اعتباری زر کو لینے سے انکار کرسکتا ہے اگر وصول کنندہ کو اعتباری زر دینے والے پر بھروسہ یا اعتبار نہ ہو۔ چونکہ وصول کنندہ کو اعتباری زر یعنی چیک، ڈرافٹ وغیرہ کی صورت میں رقم وصول کرنے یا نہ کرنے کا پورا اختیار ہوتا ہے۔ اس لیے اعتباری زر کو اختیاری زر بھی کہتے ہیں۔ یاد رہے کسی بھی ملک میں زر کی کل رسد کا بیشتر حصہ اعتباری زر پر مشتمل ہوتا ہے۔ کیونکہ بڑی مقدار میں کرنسی نوٹوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اسطرح اعتباری زر قیمتوں اور قرضوں کی باآسانی ادائیگی کے لیے موثر کردار ادا کرتا ہے۔

5۔ قریبی زر (Near Money)

قریبی زر کو اشیاوخدمات کے لین دین کے معاملات میں فوری طور پر بطور آلہ تبادلہ استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ یہ قانونی زر کی

طرح کرنسی نوٹوں اور سکوں کی شکل میں نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ بنکوں کی جاری کردہ میعادی امانتوں، بانڈز، کفالتوں، ہنڈیوں، بچت سرٹیفکیٹ، سرکاری حصص، ڈاک خانے کے سرٹیفکیٹ وغیرہ کی شکل میں دستیاب ہوتا ہے۔ جنہیں ضرورت پڑنے پر زرِ نقد میں تبدیل کروایا جاسکتا ہے۔ میعادی امانتیں چونکہ وقت سے پہلے نکلوائی نہیں جاسکتیں تاہم امانت دار کے نوٹس دینے پر ان امانتوں کو بھی تھوڑا نقصان برداشت کر کے کیش کروایا جاسکتا ہے۔ اس طرح سرکاری کفالتیں مثلاً انعامی بانڈز، ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹس، این آئی ٹی یونٹس خاص، ڈپازٹ اکاؤنٹس بھی ضرورت پڑنے پر کیش کروائے جاسکتے ہیں۔

6 ۔ حسابی زر (Unit of Account)

حسابی زر کو معیاری زر بھی کہتے ہیں۔ حسابی زر اشیا و خدمات کی قدر و مالیت کو جانچنے میں مدد دیتا ہے۔ کیونکہ یہ زر کی وہ معیاری اکائی ہے جس کی بدولت اشیا کی قیمتیں اور رقوم کی گنتی کی جاتی ہے۔ پاکستان میں زر کی حسابی اکائی روپیہ جس کی بدولت تمام اشیا و خدمات کی مالیت کا اندازہ کیا جاتا ہے اور ادائیگیاں کی جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر کتاب کی قیمت 100 روپے ہے۔ قلم کی قیمت 20 روپے ہے وغیرہ۔ یاد رہے ہر ملک کی حسابی اکائی کا نام مختلف ہے۔ جیسے امریکہ کی حسابی اکائی ڈالر ہے۔ برطانیہ کا حسابی زر پاؤنڈ ہے لیکن کام کے لحاظ سے تمام قسم کی حسابی اکائیاں اشیا و خدمات کی قدر و مالیت کی پیمائش کے لیے ہی استعمال ہوتی ہیں۔

7۔ کریڈٹ کارڈ (Credit Card)

کریڈٹ کارڈ اشیا و خدمات کی ادائیگیاں چکانے کی جدید شکل ہے۔ بنکوں کی اس سہولت کے باعث کریڈٹ کارڈ کا مالک بنکوں کی مخصوص کردہ جگہوں سے زرِ نقد بغیر رقم کی ادائیگی مقررہ حد کے اندر کرسکتا ہے۔ فروخت کار اپنی اشیا و خدمات کی قیمتیں بنکوں سے وصول کر لیتے ہیں جبکہ کریڈٹ کارڈ ہولڈرز کو یہ رقوم سود سمیت بنکوں کو واپس لوٹانا پڑتی ہیں۔ اب خریدار انٹرنیٹ کے ذریعے کریڈٹ کارڈ استعمال کر کے اشیا و خدمات حاصل کر رہے ہیں۔ اس وقت دنیا کے بہت سے ممالک میں کاغذی زر کی جگہ کریڈٹ کارڈ کا استعمال عام ہو رہا ہے۔

2.6 اعتباری زر کے آلات (Instruments of Credit Money)

اعتباری زر کے درج ذیل آلات ہیں۔

1۔ کتابی حساب (Book Account)

اعتباری زر کی یہ قسم عام اور سادہ نوعیت کی ہوتی ہے۔ عام طور پر لوگ گلی محلوں میں دُوکانداروں سے اشیا اُدھار خرید لیتے ہیں۔ جن کی مالیت دوکاندار اپنی کاپی یا رجسٹر میں لکھ لیتا ہے۔ جب اُدھار لینے والے شخص کچھ دنوں کے بعد اُدھار کی رقم دوکاندار کو ادا کر دیتا ہے تو دوکاندار اپنے رجسٹر، کاپی یا کھاتے سے اُدھار کی رقم کاٹ دیتا ہے۔ لہٰذا دوکانداروں کے کھاتوں میں اُدھار دی جانے والی رقوم کا اندراج اور اخراج کتابی حساب کہلاتا ہے۔

2۔ تحریری وعدہ (Promissory Note)

اعتباری زر کی اس قسم کے تحت قرض خواہ اور مقروض کے درمیان اُدھار اشیا کے لین دین کے معاملے میں مقروض کی طرف سے اسٹامپ پیپر یا سادہ کاغذ پر تحریر لکھی جاتی ہے کہ قرض دار طے شدہ معاہدے کے تحت مقررہ وقت میں اُدھار کی رقم واپس کر دے گا۔ سادہ

کاغذ پر لکھی اس تحریر پر رسیدی ٹکٹ بھی ثبت کردی جاتی ہے تاکہ ضرورت پڑنے پر قرض خواہ مقروض کے خلاف رقم کی عدم ادائیگی کی صورت میں قانونی چارہ جوئی کر سکے۔ اس طرح قرض خواہ اور مقروض کے درمیان اُدھار لین دین کا تحریری وعدہ دونوں فریقین کے لیے قابل قبول ہوتا ہے۔

3۔ چیک (Cheque)

چیک بنکوں میں امانتیں جمع کروانے والے افراد کے حکم نامے ہوتے ہیں جو وہ چیک جاری کرتے وقت اپنے بنکوں کے نام لکھتے ہیں کہ وہ چیک پیش کرنے والے کو اس پر درج شدہ رقم، اس کی جمع شدہ امانت میں سے ادا کر دیں۔ چیک کی ادائیگی کے لیے ضروری ہے کہ چیک جاری کرنے والے کے اکاؤنٹ میں چیک پر لکھی گئی یا اس سے زیادہ رقم موجود ہو ورنہ بنک چیک کے عوض رقم کی ادائیگی کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کے علاوہ چیک پر رقم کا اندراج، صحیح تاریخ، اکاؤنٹ نمبر اور چیک جاری کرنے والے کے دستخط موجود ہونے چاہیں۔ متذکرہ لوازمات کی غلطی یا فقدان چیک کی ادائیگی میں مشکلات کا باعث بنتا ہے۔

- چیک کی درج ذیل چار اقسام ہیں:

i۔ حامل چیک (Bearer Cheque)

عام طور پر لوگ بنکوں سے رقوم نکلوانے کے لیے سب سے زیادہ حامل چیکوں کا استعمال کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسا چیک ہے جو کوئی بھی بنک میں پیش کرے گا وہ بنک سے رقم حاصل کر لے گا اور بنک رقم حاصل کرنے والے سے کوئی شناخت یا پوچھ گچھ نہیں کرے گا۔ کیونکہ اس پر حامل (Bearer) کا لفظ بھی درج ہوتا ہے۔ یعنی چیک پیش کرنے والے کو رقم ادا کر دی جائے۔ اس لیے اگر حامل چیک گم ہو جائے یا غلطی سے کسی کے نام جاری کر دیا جائے تو جو کوئی بھی اس چیک کو بنک میں پیش کریگا بنک اس کو رقم ادا کر دے گا اور رقم ادا کرنے کے بعد کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔ اس لیے حامل چیک کو جاری کرنے سے پہلے پوری تسلی اور چھان بین کر لینی چاہیے۔

ii۔ حکمی چیک (Order Cheque)

یہ ایسا چیک ہے جس پر لکھی رقم کو وہی شخص بنک سے نکلوا سکتا ہے جس کے نام پر یہ چیک جاری کیا جاتا ہے۔ اس چیک پر حامل (Bearer) کے لفظ کو کاٹ دیا جاتا ہے۔ لہٰذا جس شخص کے نام یہ چیک جاری کیا جاتا ہے اسے اپنی شناخت بنک کے ملازم کو کروانا پڑتی ہے۔ شناخت کے لیے ضروری ہے کہ بنک کا کوئی ملازم یا اکاؤنٹ ہولڈر چیک ہٰذا اسے چیک کی پشت پر دستخط کروا کر اس کی تصدیق کرے کہ چیک کی رقم وصول کرنے والا ہی وہ شخص ہے جس کے نام چیک جاری کیا گیا ہے۔ اس قسم کے چیک کے گم ہو جانے یا غلطی سے جاری ہونے کی صورت میں چیک جاری کرنے والے کو کسی قسم کا نقصان نہیں ہوتا کیونکہ بنک رقم ادا کرنے سے پہلے ہر قسم کی تصدیق کر لیتا ہے۔

iii۔ نشان زدہ چیک (Crossed Cheque)

اس قسم کے چیک کے عوض بنک سے براہ راست رقم نکلوائی نہیں جا سکتی بلکہ جس شخص کے نام یہ چیک جاری کیا گیا ہو، چیک پر لکھی رقم اس شخص کے اکاؤنٹ میں منتقل کر دی جاتی ہے جسے بعد میں حامل چیک کے ذریعہ نکلوایا جا سکتا ہے۔ حامل چیک کو نشان زدہ چیک بنانے کیلئے حامل چیک کے بائیں کونے کے اوپر والے حصے میں دو متوازی لائنیں کھینچ کر ان لائنوں کے اندر (Payee's Account

(only & co لکھ کر Bearer کا لفظ کاٹ دیا جاتا ہے۔ اب جو بھی رقم اس چیک پر درج ہوتی ہے وہ اس شخص کے اکاؤنٹ میں منتقل ہو جاتی ہے جس کے نام پہ یہ چیک لکھا گیا ہوتا ہے۔ رقم کو ادا کرنے یا ایک اکاؤنٹ سے دوسرے اکاؤنٹ میں منتقل کرنے کا یہ سب سے بہتر اور محفوظ طریقہ ہے۔

iv۔ سفری چیک (Traveller's Cheque)

سفری چیک ملک یا دوسرے ممالک میں سفر کرنے والے افراد کی سہولت کے لیے جاری کیے جاتے ہیں تا کہ سفر کے دوران نقد زر کی حفاظت اور دیگر غیر ملکی شرح تبادلہ کے مسائل سے بچا جا سکے۔ یہ چیک حاصل کرنے کیلئے لوگ اپنی رقم بنکوں میں جمع کروا کر سفری چیک حاصل کر لیتے ہیں اور پھر ان چیکوں کو بنک کی نامزد کردہ شاخوں میں جمع کروا کر چیک پر لکھی گئی رقم حاصل کی جا سکتی ہے۔ اسطرح سفر کرنے والے اپنی رقوم بحفاظت ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے ہیں۔ پاکستان میں سفری چیک "محافظ" کے نام سے حبیب بنک آف پاکستان اور "ہمراہ" کے نام سے یونائیٹڈ بنک نے جاری کر رکھے ہیں جو ہر جگہ قبول ہوتے ہیں۔

V۔ بنک ڈرافٹ (Bank Draft)

بنک ڈرافٹ بنک کی جاری کردہ ایسی دستاویز ہے جس کے ذریعے لوگ اپنی رقوم ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتے ہیں۔ بنک ڈرافٹ بنوانے والا پہلے کسی بنک میں منتقل کی جانے والی رقم جمع کرواتا ہے جس کے بدلے وہ بنک اپنی شاخ یا کسی دوسرے بنک کے نام ڈرافٹ حاصل کرنے والے کو مطلوبہ رقم کا ڈرافٹ یا حکم نامہ جاری کر دیتا ہے۔ یہ ڈرافٹ جب اس بنک کے پاس لے جایا جاتا ہے جس کے نام یہ لکھا گیا ہوتا ہے وہ بنک ڈرافٹ پیش کرنے والے شخص کو ڈرافٹ پر لکھی ہوئی رقم ادا کر دیتا ہے۔ اسطرح لوگ اپنی رقوم بحفاظت ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر لیتے ہیں۔

vi۔ ہُنڈی (Bill of Exchange)

ہنڈی ایک ایسی دستاویز ہے جس پر اُدھار پر لیے گئے تجارتی مال کی نوعیت، قیمت، سودے کی تاریخ، واپسی رقم کی ادائیگی کی تاریخ اور رقم بمعہ سود کا اندراج ہوتا ہے۔ اس طرح ہُنڈی قرض خواہ اور قرضدار کے درمیان اُدھار لین دین کا ایک لچکدار ذریعہ ہے جس کی بنیاد پر آج کل زیادہ تر کاروباری سرگرمیاں سرانجام دی جا رہی ہیں۔ یاد رہے قرض خواہ اُدھار دیئے گئے تجارتی مال کی مالیت کے برابر رقم قرضدار سے ہُنڈی کی مقرر کردہ مدت ختم ہونے سے پہلے طلب نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر قرض خواہ کو متذکرہ رقم مدت ختم ہونے سے پہلے ہی درکار ہو تو وہ ہنڈی کو تجارتی بنک کے پاس فروخت کر کے مطلوبہ رقم حاصل کر سکتا ہے۔ بنک ہنڈی کے عوض قرضہ دینے کے عمل کو ہنڈی پر بٹہ لگانا (Discounting) کہتے ہیں۔ بنک کو ہنڈی کے عوض قرضہ دینے کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ وہ مقررہ وقت پر قرضدار سے کل رقم کے حساب سے سود وصول کر لیتا ہے یعنی اگر قرض لوٹانے کی مدت تین ماہ ہو تو بنک قرضدار سے مطلوبہ رقم پر رائج شرح سود سے رقم وصول کر لیتا ہے۔ اسطرح بنک کو اصل رقم کے علاوہ سود بھی مل جاتا ہے۔

ہُنڈی کی اقسام (Kinds of Bill of Exchange)

i۔ درشنی ہُنڈی (Sight Bill of Exchange)

یہ ایسی کاروباری دستاویز ہے جس کو پیش کرتے وقت اسکی ادائیگی کرنی پڑتی ہے۔ درشنی ہُنڈی خریدار اور فروخت کار کے درمیان

ایسا کاروباری طریقہ کار ہے جس کے تحت تجارتی مال کا فروخت کار فروخت کردہ اشیا کو ریلوے یا کسی دوسرے نقل و حمل کے ذریعہ بک کروا کر مال کی مالیت کا بل، ٹرانسپورٹ کمپنی کی رسید اپنے بنک کو بھیج دیتا ہے اور اپنے بنک کو ہدایت کرتا ہے کہ مال خریدار کو مال کا بل بمعہ ٹرانسپورٹ خرچ وصول کر کے حوالے کر دے۔ اسطرح خریدار بل کی ادائیگی کر کے مال حاصل کر لیتا ہے اور بنک خریدار سے حاصل کردہ رقم فروخت کنندہ کو اپنے سروس چارجز کاٹ کر بھیج دیتا ہے۔

ii۔ مدتی ہُنڈی (Time Bill of Exchange)

یہ ہنڈی خریدار کے لیے بڑی فائدہ مند ثابت ہوتی ہے کیونکہ خریدار کو ایسی ہُنڈی کی ادائیگی ایک معینہ مدت کے بعد ادا کرنا ہوتی ہے اور خریدار اس ہُنڈی کی مدت کے دوران تجارتی مال فروخت کر کے اپنی رقم ادا کر سکتا ہے۔ مدتی ہُنڈی پر جتنی مدت درج ہوتی ہے اس مدت کے ختم ہونے کے بعد جب بھی اس ہُنڈی کو ادائیگی کے لیے پیش کیا جاتا ہے تو اس کی ادائیگی فوری طور پر کر دی جاتی ہے۔ ہاں اگر ہُنڈی کے مالک کو ہُنڈی پر درج رقم کی پہلے ہی ضرورت پڑ جائے تو وہ اسے تجارتی بنک سے بٹہ لگوا کر رقم حاصل کر سکتا ہے۔

کفالتیں (Securities)

بسا اوقات حکومت عام لوگوں یا اداروں سے قرضہ لیتی ہے ان کو ان قرضوں کے عوض رسیدیں یا تحریری وعدہ دیتی ہے۔ حکومت کی یہ رسیدیں اور تحریری وعدے کفالتیں کہلاتی ہیں۔ حکومت کی ان رسیدوں یا تحریروں پر قرض دینے والے کا نام قرض کی رقم، واپس ادائیگی کی تاریخ اور شرح سود درج ہوتی ہیں۔ ان رسیدوں یا تحریروں کو کھلے بازار یا سٹاک ایکسچینج (Stock Exchange) میں کسی بھی وقت خریدا اور بیچا جا سکتا ہے۔

2.7 زر کی طلب (Demand for Money)

عام اصطلاح میں زر کی طلب سے مراد زر کی وہ مقدار ہے جو افراد اور کاروباری ادارے اپنی روزمرہ ضروریات اور کاروباری لین دین کو نپٹانے کیلئے اپنے پاس نقد زر کی صورت میں رکھتے ہیں لیکن جے ایم کینز نے اپنے نظریہ زر کی طلب میں زر کو نقد صورت میں رکھنے کو ترجیح دینے کی بنیاد تین محرکات پر رکھی ہے۔ کینز کے نزدیک زر کی طلب کے یہ تینوں محرکات معاشی اصطلاح میں سیال پذیری کی ترجیح (Liquidity Preference) کے نام سے زیر بحث لائے جاتے ہیں۔ کینز کے نزدیک زر کی طلب سے مراد وہ زر نقد ہے جو ایک خاص عرصہ وقت پر تمام افراد اور ادارے مختلف مقاصد کے محرکات کے لیے اپنے پاس رکھتے ہیں۔ جے ایم کینز کے بیان کردہ محرکات درج ذیل ہیں۔

(1) محرک روزمرہ ضروریات (Transaction Motive)

لوگ اپنی روزمرہ زندگی کی ضروریات کیلئے کل آمدنی کا کچھ حصہ نقد رقم کی صورت میں رکھتے ہیں۔ اس غرض سے جو رقم نقد صورت میں رکھی جاتی ہے اس کو دو زاویوں سے دیکھا جاتا ہے۔

i۔ گھریلو مقاصد:

اس مقصد کے لیے گھرانے (Households) کتنی رقم زر نقد کی صورت میں اپنے پاس رکھتے ہیں اس کا انحصار گھرانے کی آمدنی

اور آمدنی کی وصولی میں حائل وقفہ پر ہوتا ہے اگر گھرانے کی آمدنی کا معیار بلند ہو تو ضروریات پوری کرنے کیلئے نسبتاً زیادہ رقم زر نقد کی صورت میں رکھنا پڑتی ہے لیکن اگر آمدنی کا معیار پست ہو تو ضروریات پوری کرنے کیلئے کم رقم رکھی جائے گی۔ اس طرح اگر آمدنی کی وصولی میں لمبا عرصہ ہو تو گھرانے حفظ ماتقدم کے تحت ضرورت سے زیادہ رقم نقدی کی صورت میں طلب کرتے ہیں اور اگر آمدنی وصول کرنے کا عرصہ مختصر ہو تو کم رقم سے بھی کام چل جاتا ہے۔ مزید برآں ہم جانتے ہیں کہ اگر لوگوں کی آمدنیاں بڑھ گئی ہوں تو ان کی نقد رقم رکھنے کی خواہش بھی بڑھ جاتی ہے اور آمدنی میں کمی کے ساتھ کم ہو جاتی ہے۔ یہاں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ افراد جو رقم روزمرہ کی ضروریات کے لیے اپنے پاس نقد صورت میں رکھتے ہیں اس کی طلب شرح سود سے متاثر نہیں ہوتی۔ شرح سود بڑھ جائے یا کم ہو جائے لوگ اس رقم کی نقدیت سے دستبردار نہیں ہوتے کیونکہ یہ رقوم انہیں ہر حال میں اپنے پاس روزمرہ کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے رکھنا پڑتی ہیں۔

ii۔ کاروباری ضروریات (Business Motive)

کاروباری حضرات بھی اپنے روزمرہ کے کاروباری اخراجات کو پورا کرنے کیلئے آمدنی کا کچھ حصہ اپنے پاس نقد رقم کی صورت میں رکھتے ہیں۔ وہ اس رقم کو خام مال کی خریداری، مزدوروں کی اُجرتیں اور نقل و حمل کے اخراجات پر خرچ کرتے ہیں۔ کاروباری مقاصد کے لیے رکھی جانے والی نقد رقم کا انحصار کاروبار کی وسعت اور پھیلاؤ پر ہوتا ہے۔ اگر کاروبار کا پیمانہ بڑا ہو تو روزمرہ کے لیے زیادہ رقم مختص کی جاتی ہے اور چھوٹے کاروبار کے لیے کم رقم زر نقد کی صورت میں رکھی جاتی ہے۔ گھریلو مقاصد کے لیے رکھی جانے والی رقوم کی طرح کاروباری رقوم بھی شرح سود سے متاثر نہیں ہوتیں۔ بلکہ شرح سود کچھ بھی ہو یہ جوں کی توں طلب کی جاتی ہیں۔ جیسا کہ ڈائیگرام سے ظاہر ہے کہ زر کی طلب برائے روزمرہ ضروریات کا خط Y,Mtd محور کے متوازی ہے جس کا مطلب ہے زر کی طلب برائے لین دین یا روزمرہ ضروریات کے لیے زر کی طلب شرح سود سے متاثر نہیں ہوتی۔ شرح سود R1 سے R2 ہو جاتی ہے لیکن زر کی روزمرہ ضروریات کی طلب Mtd ہی رہتی ہے۔

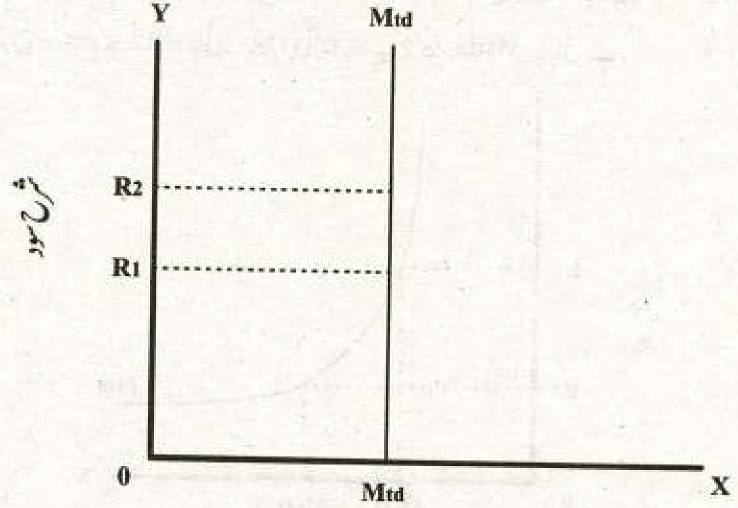

زر کی روزمرہ ضروریات کی طلب

(2) ناگہانی ضروریات کا محرک (Precautionary Motive)

ناگہانی ضروریات کے محرک کو محرک پیش بندی بھی کہتے ہیں۔ گھرانوں کو بیماری، ناخوشگوار حادثات، بے روزگاری یا تعلیم وتربیت اور کئی دوسرے ہنگامی معاملات کو نپٹانے کیلئے زرنقد کی ضرورت ہوتی ہے۔ ناگہانی ضروریات کا مقابلہ کرنے کیلئے جو رقم رکھی جاتی ہے اس کا انحصار بھی لوگوں کی مالی حیثیت پر ہوتا ہے۔ امیر لوگ اس مد میں زیادہ رقم رکھتے ہیں جبکہ کم آمدنی والوں کو کم رقم درکار ہوتی ہے۔ چونکہ پیش بندی محرک کے تحت رکھی جانے والی رقوم آمدنی کا معمولی حصہ ہوتی ہیں۔ اس لیے یہ شرح سود سے متاثر نہیں ہوتی۔ گھرانوں کی طرح کاروباری اداروں کو بھی مستقبل میں ہنگامی حالات (مثلاً مشین خراب ہوجانا، فیکٹری میں اچانک آگ بھڑک اٹھنا۔ مخالف فرموں کا مقابلہ کرنا۔ غیر متوقع کاروباری لین دین وغیرہ) سے بخوبی نپٹنے کے لیے کچھ رقم بحیثیت زرنقد رکھنا پڑتی ہے تاکہ بُرے حالات میں متذکرہ معاملات کو احسن طریقہ سے حل کیا جاسکے۔ چونکہ کاروباری مقاصد کے لیے رکھی جانے والی رقوم بھی کل آمدنی کا معمولی حصہ ہوتی ہیں اس لیے شرح سود ان کو متاثر نہیں کرسکتی۔ لہٰذا اس قسم کی زر کی طلب کا خط بلحاظ شرح سود غیر لچکدار ہوتا ہے۔

(3) تخمینی محرک (Speculative Motive)

تخمینی محرک کو سٹہ بازی بھی کہتے ہیں۔ لوگ اپنی پس انداز کی ہوئی رقم کو مختلف اداروں کی کفالتوں کی خرید وفروخت پر خرچ کر کے منافع کماتے ہیں۔ چونکہ شرح سود میں اُتار چڑھاؤ ہوتا رہتا ہے اس لیے سٹہ باز مستقبل میں قیمتوں میں تبدیلی کے رجحان کا فائدہ اٹھانے کیلئے مختلف کمپنیوں کے حصص اور بانڈز خرید لیتے ہیں۔ لہٰذا مستقبل میں بڑھتی ہوئی شرح سود کا فائدہ اٹھانے کیلئے سٹہ باز اپنی آمدنی کا نمایاں حصہ اسی مقصد کے لیے زرنقد کی صورت میں رکھ لیتے ہیں۔ زر کی طلب براہ راست شرح سود سے متاثر ہوتی ہے۔ یعنی شرح سود بڑھنے کی صورت میں لوگ زر اپنے پاس رکھنے کی بجائے قرضوں میں دے کر بلند شرح سود کا فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس طرح بلند شرح سود پر زر کی طلب گر جاتی ہے اور شرح سود کم ہونے پر زر کی طلب بڑھ جاتی ہے۔ جیسا کہ ڈائیگرام میں دیکھایا گیا ہے۔ شرح سود R1 ہے تو زر کی تخمینی طلب Msd1 ہے۔ جب شرح سود کم ہو کر R2 ہوجاتی ہے تو زر کی تخمینی طلب بڑھ کر Msd2 ہوجاتی ہے۔

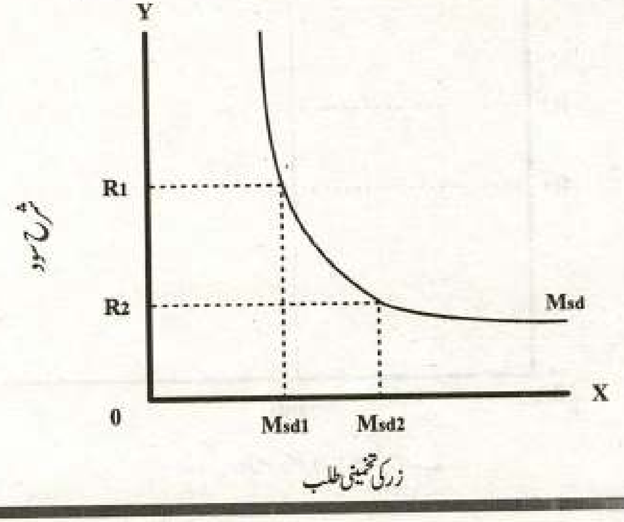

2.8 زر کی رسد (Supply of Money)

زر کی رسد سے مراد زر کی وہ مقدار جو ایک خاص عرصہ وقت میں معیشت کے اندر گردش کر رہی ہوتی ہے۔ یعنی زر کی جو مقدار لوگوں کے پاس سکوں، کاغذی نوٹوں اور اعتباری زر کی صورت میں موجود ہوتی ہے وہ زر کی رسد کہلاتی ہے۔ کسی ملک میں زر کی جتنی مقدار گردش میں ہوگی اتنی ہی زر کی رسد زیادہ ہوگی۔ زر کی رسد کے مفہوم کو بہتر طور پر سمجھنے کیلئے ضروری ہے کہ زر کی رسد اور اشیا کی رسد کی فنی نوعیت کا فرق واضح کر دیا جائے۔ اشیا کی رسد سے مراد وہ مقدار ہے جو تاجر حضرات فروخت کرتے ہیں۔ ان اشیا کی رسد ایک مسلسل بہاؤ (Continuous Flow) کی مانند ہوتی ہے کیونکہ اشیا کی پیداوار اور رسد میں دائروی بہاؤ پایا جاتا ہے۔ یعنی ایک طرف اشیا پیدا کی جاتی ہیں تو دوسری طرف ان کو استعمال کرلیا جاتا ہے۔ اشیا کی پیدائش اور صرف کا یہ سلسلہ جاری رہتا ہے لیکن اس کے برعکس زر کی رسد معینہ ذخیرہ کی مانند ہوتی ہے جو لوگوں اور اداروں کے پاس سکوں، کرنسی نوٹوں اور بنکوں کی جاری کردہ طلبی امانتوں کی صورت میں موجود ہوتی ہے۔ زر کو اشیا کی طرح براہ راست استعمال نہیں کیا جاسکتا کیونکہ زر کوئی کھانے یا پینے والی شے کا نام نہیں۔ زر صرف اشیا کے تبادلے کا ایک ذریعہ ہے جو لوگوں اور اداروں کے درمیان ایک بہاؤ کی صورت میں گردش کرتا رہتا ہے اور مختلف مقاصد کی تکمیل کے لیے بار بار استعمال ہوتا رہتا ہے۔

زر کی رسد درج ذیل عوامل پر منحصر ہے۔

i۔ زیر گردش زر (Money in Circulation)

کسی ملک میں زر کی رسد قانونی طور پر جاری کردہ سکوں، کرنسی نوٹوں پر مشتمل ہوتی ہے جن کو اشیا و خدمات کے لین دین کے معاملات میں بلا حیل و حجت قبول کیا جاتا ہے۔ یہ سکے اور کاغذی نوٹ اشیا کی قدر و قیمت جاننے کیلئے حسابی اکائی کا کام دیتے ہیں۔ ان کو حکومت پاکستان اور مرکزی بنک جاری کرتا ہے۔ پاکستان میں دھاتی سکے حکومت پاکستان اور کاغذی نوٹ سٹیٹ بنک جاری کرتا ہے۔ ملکی کرنسی کا بیشتر حصہ کاغذی نوٹوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ ملکی کرنسی کے حجم کا انحصار مرکزی بنک کے پاس موجود سونے، چاندی اور منظور شدہ زر تبادلہ کے ذخائر پر ہوتا ہے۔ مرکزی بنک کو کاغذی نوٹ چھاپتے وقت ضمانت کے طور پر چھاپے جانے والے تمام نوٹوں کی کل مالیت کا 30 فیصد کے برابر سونا، چاندی یا زر تبادلہ رکھنا پڑتا ہے۔ لہٰذا اگر ملک میں سونے چاندی کی مقدار زیادہ ہو تو مرکزی بنک زیادہ نوٹ چھاپ کر زر کی رسد بڑھا سکتا ہے۔ کسی ملک میں زر کی رسد کو وہاں کے معاشی حالات بھی متاثر کرتے ہیں مثلاً اگر ملک میں کساد بازاری کے حالات پائے جائیں تو معیشت زوال پذیری کی طرف بڑھنے لگتی ہے۔ بے روزگاری پھیل جاتی ہے۔ ان حالات میں حکومت ضرورت سے زیادہ سرمایہ کاری کرتی ہے۔ ٹیکسوں میں کمی کر دیتی ہے جس سے لوگوں کی قوت خرید مزید بڑھ جاتی ہے۔ حکومتی خرچ میں اضافہ سے زر کی رسد بھی بڑھ جاتی ہے۔ اس کے برعکس افراط زر کے حالات میں حکومت اشیا و خدمات کی مجموعی طلب میں کمی کرنے کے لیے ٹیکسوں کی شرح بڑھا دیتی ہے۔ زر وقتی طور پر حکومت کی طرف منتقل ہوجاتا اور زر کی رسد کم ہوجاتی ہے۔

ii۔ زر اعتبار (Credit Money)

زر کی رسد کا ایک بڑا حصہ اعتباری زر پر مشتمل ہوتا ہے جو لوگوں کے درمیان اعتبار یا بھروسے کی بنا پر گردش کرتا ہے مثلاً تجارتی بنک ضرورت مند تاجروں کو قرضے جاری کرتے وقت نقد زر دینے کی بجائے قرضوں کی رقوم قرض لینے والے افراد کے نام کھولے جانے

والے کھاتوں میں منتقل کر دیتے ہیں اور انہیں بنک کی چیک بک جاری کر کے ہدایت کرتے ہیں کہ وہ جب چاہیں اپنی امانتیں بنکوں سے چیکوں کے ذریعے نکلوا سکتے ہیں۔ چنانچہ بنکوں کے پاس جس قدر طلبی امانتیں ہوتی ہیں اتنی ہی مالیت کے چیک ملک میں گردش کرتے ہیں لہٰذا بنکوں کی جاری کردہ طلبی امانتوں کے برابر جتنے چیک گردش کر رہے ہونگے وہ زر کی رسد ہوتی ہے۔

iii۔ بچتیں (Savings)

ملک میں رہنے والے افراد جو رقوم روز مرّہ ضروریات پر خرچ نہیں کرتے بلکہ بچا کر الگ رکھ لیتے ہیں ان کو بچتیں کہتے ہیں۔ لہٰذا جتنا زیادہ روپیہ لوگ پس انداز کرتے ہیں اتنا ہی زیادہ زر کی رسد ہوتی ہے۔ کسی ملک میں بچتوں کے تین اہم ذرائع ہوتے ہیں۔

الف۔ انفرادی بچتیں (Individual Savings)

انفرادی طور پر سب لوگ آمدنی کا جو حصہ اشیا و خدمات کی خریداری پر خرچ نہیں کرتے اور بچا لیتے ہیں وہ ان کی انفرادی بچت ہوتی ہے۔ اگر ایسی بچتیں بنکوں میں جمع کرادی جائیں تو بنک ان جمع کرائی گئی رقوم کی بنیاد پر کئی گنا قرضے جاری کر دیتے ہیں اور ملک میں زر کی رسد بڑھ جاتی ہے۔

ب۔ کاروباری بچتیں (Corporate Savings)

کاروباری ادارے اپنا سالانہ منافع سارے کا سارا حصہ داروں میں تقسیم نہیں کرتے بلکہ اس کا کچھ حصہ محفوظ کر کے مستقبل میں کاروبار پھیلانے کیلئے رکھ لیتے ہیں اور ضرورت پڑنے پر کاروبار کو وسعت دینے کیلئے استعمال کر لیتے ہیں۔ کاروباری اداروں کی بچائی ہوئی ان رقوم کو غیر منقسم منافع جات بھی کہتے ہیں۔ جب یہ غیر منقسم منافع جات بنکوں میں جمع کروا دیئے جاتے ہیں تو تجارتی بنک ان رقوم کو قرضوں میں جاری کر کے زر کی رسد میں اضافہ کرتے ہیں۔

ج۔ سرکاری بچتیں (Public Savings)

حکومت ہر سال اپنا بجٹ بناتی ہے۔ جس میں سال بھر کے دوران اٹھنے والے اخراجات اور وصولیوں کا ذکر کیا جاتا ہے اگر سرکاری بجٹ فاضل (Surplus) ہو تو اس کے معنی ہیں کہ حکومت کی وصولیاں اخراجات سے زیادہ ہیں۔ لہٰذا اس صورت میں اگر حکومت اپنی فاضل آمدنی بنکوں میں جمع کرا دے تو بنک ان رقوم کو قرضے جاری کرنے میں استعمال کر لیتے ہیں۔ جس سے ملک میں زر کی رسد بڑھ جاتی ہے۔ اس کے برعکس اگر حکومتی بجٹ خسارے (Deficit) کا ہو تو حکومت کے اخراجات، آمدنی سے تجاوز کر جاتے ہیں اور زر کی رسد گھٹ جاتی ہے۔

iv۔ بیمہ کمپنیاں (Insurance Companies)

بیمہ کمپنیاں بھی زر کی رسد بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ یہ کمپنیاں لوگوں کو غیر متوقع نقصانات کی تلافی کے لیے ترغیب دیتی ہیں کہ اپنی زندگی یا اثاثوں کا بیمہ کروائیں۔ جب لوگ اپنے مستقبل کو بہتر کرنے کے لیے بیمہ کرواتے ہیں تو وہ خاص شرح سے بیمہ پالیسی پر پریمیم (Premium) ادا کرتے ہیں۔ بیمہ کمپنیاں یہ رقوم اکٹھی کر کے سرمایہ کاری میں لگا دیتی ہیں جس سے ملک میں زر کی

رسد بڑھ جاتی ہے۔

v۔ بازار حصص (Stock Exchange)

بازار حصص سے مراد کھلے بازار کا وہ عمل ہے جس میں حکومت اور نیم سرکاری ادارے اپنے حصص، کفالتیں، تمسکات، بانڈز اور ہُنڈیاں وغیرہ خریدتے اور فروخت کرتے ہیں۔ جن لوگوں کے پاس وافر مقدار میں سرمایہ موجود ہوتا ہے وہ اپنا سرمایہ بازار حصص میں مختلف حصص یا کفالتیں خریدنے پر خرچ کر دیتے ہیں۔ اس طرح ملک میں سرمائے کی گردش بڑھ جاتی ہے اور زر کی رسد میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

2.9 زر کی قدر (Value of Money)

زر بطور آلۂ تبادلہ کی حیثیت سے اشیا و خدمات کے لین دین اور قدر و قیمت کی پیمائش کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ جبکہ خود زر کی قدر کی پیمائش اشیا کی مدد سے کی جاتی ہے۔ یعنی زر کی ایک خاص مقدار کے عوض اشیا کی جتنی مقدار حاصل کی جا سکتی ہو وہ زر کی قدر کہلاتی ہے۔ چونکہ زر کی قدر کا انحصار اشیا و خدمات کی قیمتوں پر ہوتا ہے اس لیے جب اشیا کی قیمتیں بڑھتی ہیں تو زر کی قدر کم ہو جاتی ہے اور قیمتیں گرنے سے زر کی قدر بڑھ جاتی ہے۔ اس طرح زر کی قدر اور قیمتوں میں معکوس (الٹ) رشتہ پایا جاتا ہے۔

بالفاظ دیگر زر کی قدر سے مراد ہے زر کی وہ قوت خرید ہے جس کے بدلے وہ دیگر اشیا کی جتنی مقدار حاصل کرنے کی قوت یا صلاحیت رکھتی ہے۔

لہٰذا زر کی قدر سے مراد قوت تبادلہ یا قوت خرید ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر ایک کلو سیب کی قیمت 50 روپے ہو تو 50 روپے کی قدر ایک کلوگرام سیب ہے۔ اب اگر سیب مہنگے ہو جاتے ہیں اور 50 روپے کے عوض صرف آدھا کلوگرام سیب حاصل کیے جا سکتے ہوں تو اس کا مطلب ہے کہ زر کی قدر گھٹ گئی ہے کیونکہ جو سیب پہلے 50 روپے میں ایک کلوگرام ملتے تھے اب صرف آدھا کلو حاصل کیے جا سکتے ہیں اس طرح اگر سیبوں کی قیمت گر جاتی ہے اور 50 روپے کے عوض ڈیڑھ کلوگرام سیب حاصل کیے جا سکتے ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ زر کی قدر بڑھ گئی ہے۔ مذکورہ مثال سے ثابت ہوا ہے کہ جب اشیا کی قیمتیں گرتی ہیں تو زر کی قدر بڑھ جاتی ہے اور اشیا کی قیمتیں بڑھنے سے زر کی قدر گھٹ جاتی ہے۔

2.10 نظریۂ مقدارِ زر (Quantity Theory of Money)

زری معیشت میں زر کی رسد قیمتوں کے معیار اور زر کی قدر کے مابین ایک مخصوص تفاعلی تعلق قائم ہے کیونکہ جب ملک میں زر کی مقدار میں تبدیلی رونما ہوتی ہے تو ساتھ ہی اشیا کی قیمتیں بھی متاثر ہوتی ہیں اور زر کی قدر بدل جاتی ہے۔ اگر زر کی مقدار (رسد) میں اضافہ ہو جائے تو قیمتیں بڑھ جاتی ہیں اور زر کی قدر کم ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس زر کی مقدار میں کمی سے قیمتیں گر جاتی ہیں اور زر کی قدر بڑھ جاتی ہے۔

پروفیسر ٹازگ نے زر کی مقدار، قیمتوں کے معیار اور زر کی قدر کے باہمی تعلق کو یوں بیان کیا ہے۔ "اگر کسی معیشت میں زر کی مقدار دوگنی کر دی جائے تو قیمتیں بھی دوگنی ہو جاتی ہیں اور قدر زر نصف رہ جاتی ہے اور اگر زر کی مقدار نصف کر دی جائے تو قیمتیں بھی نصف ہو جاتی ہیں اور قدر زر دوگنی ہو جاتی ہے۔ بشرطیکہ دیگر حالات بدستور رہیں۔"

مساوات تبادلہ(Equation of Exchange)

ارونگ فشر (Irving Fisher) نے 1911 میں نظریہ مقدار زر کی وضاحت درج ذیل مساوات کی شکل میں کی:

$$PT = MV + M'V'$$

قیمتوں کے تعین کیلئے مساوات کو معیاری حالت میں درج ذیل طریقہ سے لکھا جاسکتا ہے:

$$P = \frac{MV + M'V'}{T}$$

P = قیمتوں کا معیار(Price level)

T = اشیاوخدمات کی کل مقدار(Transactions)

M = زر کی مقدار یا کرنسی کی مقدار (Money)

V = زر کی گردش کی رفتار(Velocity)

M' = زر اعتبار کی مقدار(Credit Money)

V' = زر اعتبار کی گردش کی رفتار(Velocity of Credit Money)

مساوات میں PT سے مراد زر کی طلب اور MV + M'V' سے مراد زر کی رسد لی جاتی ہے۔ یاد رہے (M'v')اور(Mv) کا حاصل جمع کل زر کی رسد کو ظاہر کرتا ہے۔ لہٰذا m'v'اور mv کے حاصل جمع کو Mv سے ظاہر کیا جاتا ہے۔

لہٰذا $PT = MV \; (MV = MV + M'V')$

$$P = \frac{MV}{T}$$

ارونگ فشر نے مساوات کی وضاحت کرتے ہوئے (T) یعنی اشیاوخدمات کی مقدار اور (V) گردش زر کو معین تصور کیا ہے۔ کیونکہ فشر کے مطابق عرصہ قلیل میں اشیاوخدمات کی مقدار اور زر کی گردش جوں کی توں رہتی ہے۔ مزید برآں فشر کے مطابق اشیا پیدا کرنے کے طریقے بھی نہیں بدلتے۔

فشر کی مساوات تبادلہ میں فرضی قیمتیں درج کر کے زر کی قدر کو جانچا جاسکتا ہے۔ فرض کریں کہ

$$M = 200, \quad V = 3, \quad T = 30$$

$$P = \frac{MV}{T} = \frac{200 \times 3}{30} = \frac{600}{30} = 20$$

P = 20روپے

اب اگر ابتدائی مساوات میں زر کی مقدار کو نصف کر دیا جائے تو قیمت بھی نصف ہوجاتی ہے اور زر کی قدر دوگنا ہوجاتی ہے۔

$$M = 100, \quad V = 3, \quad T = 30$$

لہٰذا

$$P = \frac{MV}{T} = \frac{100 \times 3}{30} = \frac{300}{30} = 10$$

گویا P = 10روپے

اب اگر زر کی مقدار کو دوگنا کر دیا جائے قیمتیں بھی دوگنی ہو جاتی ہیں اور زر کی قدر نصف رہ جاتی ہے۔

$$M = 400, \quad V = 3, \quad T = 30$$

یعنی

$$P = \frac{MV}{T} = \frac{400 \times 3}{30} = \frac{1200}{30} = 40$$

گویا P = 40روپے

درج بالا مساوات میں فرضی قیمتیں درج کرنے سے ثابت ہوا کہ مقدار زر میں دوگنا اضافہ ہونے سے قیمتیں دوگنی اور زر کی مقدار نصف رہ جاتی ہے جبکہ مقدار زر میں کمی سے قیمتوں میں کمی اور زر کی قدر میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

نظریہ مقدار زر کے مفروضات (Assumptions)

1۔ اشیاو خدمات کی مقدار (T) اور گردش زر (V) معین رہتی ہیں۔

2۔ معیشت میں مکمل روزگار قائم رہتا ہے۔

3۔ زر کی مقدار اور قیمتوں کے معیار میں متناسب رشتہ پایا جاتا ہے۔

4۔ غیر زری شعبے (Non-monetised Sector) میں تبدیلی واقع نہیں ہونی چاہیے۔ ورنہ زر کی مقدار میں ہونے والا اضافہ اس شعبے میں کھپ جائے گا۔

نظریہ مقدار زر پر تنقید (Criticism)

نظریہ مقدار زر کو درج ذیل نکات کی بنیاد پر تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔

1۔ زر کی گردش اور اشیاو خدمات کا حجم

(Circulation of Wealth and Volume of Goods and Services)

نظریہ مقدار زر میں گردش زر اور اشیاو خدمات کے حجم کو ساکن فرض کیا گیا ہے۔ جبکہ عام طور پر یہ تغیر پذیر ہوتا ہے۔ چونکہ اشیاو خدمات کی مقدار کا تعلق موسمی حالات، کاروباری اتار چڑھاؤ، ملکی سیاسی حالات اور دیگر کئی عوامل پر ہوتا ہے۔ اس لیے اشیاو خدمات کی مقدار بدلتی رہتی ہے اور یکساں نہیں رہتی۔ دوسری طرف معاشی پھیلاؤ اور سکڑاؤ کے دوران زر کی گردش متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ جب معیشت پھلتی پھولتی ہے تو زر کی گردش تیز ہونے سے اشیاو خدمات اور گردش زر میں تیزی سے اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے برعکس سرد بازاری کے حالات میں زر کی گردش اور اشیاو خدمات کی پیدائش سست روی کا شکار بن جاتی ہے۔

2۔ آزاد متغیرات (Independent Variables)

اس نظریہ میں فرض کیا گیا ہے کہ زر کی گردش (V) اور زر کی مقدار (M) آزاد متغیرات ہیں۔ حالانکہ یہ متغیرات ایک دوسرے کے تابع (dependent) ہیں۔ کیونکہ جب مقدار زر میں اضافہ یا کمی واقع ہوتی ہے تو گردش زر بھی کم یا زیادہ ہو جاتی ہے۔ یعنی زر کی مقدار بدلتی ہے تو اس کے ساتھ ہی اس کی گردش معاشی و تجارتی سرگرمیوں کے بدلنے سے اثر پذیر ہوتی ہے۔ پیداواری عمل کے بڑھنے سے اشیاوخدمات کی پیدائش تیز ہو جاتی ہے اور زر تیزی سے معیشت میں گردش کرنے لگتا ہے۔ اس کے برعکس زر کی گردش رک جاتی ہے۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ زر کی مقدار اور گردش زر ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم متغیرات ہیں۔

3۔ قیمتوں میں متناسب تبدیلی (Proportionate Change in Prices)

اس نظریہ میں فرض کیا گیا ہے کہ زر کی مقدار اور قیمتوں میں متناسب تبدیلی رونما ہوتی ہے جبکہ حقیقت میں یہ ممکن نہیں ہوتا۔ کیونکہ ضروری نہیں کہ جب زر کی مقدار میں 100 فی صد اضافہ ہو تو قیمتوں میں بھی 100 فیصد اضافہ ہو جائے۔ ہو سکتا ہے کہ قیمتیں 200 فیصد یا اس سے بھی زیادہ بڑھ جائیں۔ اس لیے مقدار زر اور قیمتوں کے تناسب کا مقرر کرنا درست نہیں لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ زر کی مقدار بڑھنے یا گھٹنے سے قیمتیں متاثر ہوتی ہیں لیکن اس نسبت سے نہیں جس نسبت سے زر کی مقدار میں کمی یا بیشی ہوتی ہے۔ کیونکہ قیمتوں کے بدلنے میں زر کی گردش کے علاوہ کئی دوسرے عوامل شامل ہوتے ہیں۔

4۔ بیکار وسائل کا استعمال (Utilization of Wasteful Resources)

اس نظریہ کے مطابق مقدار زر میں اضافہ سے قیمتوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ جبکہ حقیقت میں مقدار زر میں اضافہ کی بدولت ملک کے بیکار دفینوں اور پیداواری وسائل کو بروئے کار لا کر پیداوار میں کئی گنا اضافہ کیا جاتا ہے۔ زر کی قدر بڑھ جاتی ہے اور اشیاوخدمات کم قیمتوں پر بھی دستیاب ہوتی ہیں۔

5۔ مفروضات درست نہیں (Incorrect Assumptions)

اس نظریہ میں قیمتوں میں تبدیلی کو زر کی رسد سے منسوب کیا گیا ہے۔ لیکن حقیقت میں تبدیلی کا انحصار دیگر عوامل مثلاً جنگ، آبادی کا دباؤ اور اشیا کی مصنوعی قلت پر بھی ہوتا ہے۔

6۔ گردش زر کا تصور (Concept of Circulation of Wealth)

الفرڈ مارشل نظریہ مقدار زر کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے لکھتے ہیں کہ گردش زر کا تصور مبہم (Ambiguous) اور ساکن (Static) نوعیت کا ہے۔ کیونکہ زر کی مقدار عام طور پر آبادی کے بڑھنے، زر کی طلب وغیرہ سے متاثر ہوتی ہے۔ اس لیے زیادہ تر معیشت دان زر کی گردش کے مقابلے میں زر کی طلب کو زر کی قدر متعین کرنے میں زیادہ موثر سمجھتے ہیں۔

7۔ عناصر کی نوعیت میں فرق (Difference in the Nature of Elements)

جارج ہام (George Halm) نے نظریہ مقدار زر کی مساوات تبادلہ کو رد کرتے ہوئے کہا کہ اس مساوات میں ایک فنی خرابی موجود ہے جو اوسط قیمت کے معیار اور مقدار زر کے تعلق کی بنیاد پر پیدا ہوتی ہے۔ ہام کے مطابق قیمت کا معیار (P) اور زر کی

مقدار (M) کا تعلق ایک خاص عرصہ وقت سے ہوتا ہے جس سے زر کی گردش (V) اور تجارت کا حجم (T) بھی بدلتے رہتے ہیں۔ چنانچہ مقدار زر (M) اور گردش زر (V) کو آپس میں ضرب نہیں دی جا سکتی۔ جیسے کرسیوں کی تعداد میں کتابوں کی تعداد جمع نہیں کی جا سکتی۔ دوسری طرف (MV) کے حاصل ضرب کو تجارت کے حجم (T) پر تقسیم کرنے سے اوسط قیمت کا معیار بھی معلوم نہیں کیا جا سکتا۔

مشقی سوالات

سوال 1: نیچے دیے گئے ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات میں سے دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

1۔ ذیل میں سے کوئی ایک زر کے فرائض میں شامل نہیں ہے۔

(الف) آلۂ تبادلہ (ب) مشترک پیمانہ قدر

(ج) انتقال پذیری (د) شرح سود کا تعین

2- ایسا زر جس کی ظاہری قدر اور حقیقی قدر آپس میں برابر ہوں وہ ہوتا ہے۔

(الف) کاغذی زر (ب) قریبی زر

(ج) اعتباری زر (د) علامتی زر

3۔ ذیل میں سے کوئی ایک اعتباری زر کی قسم ہے۔

(الف) کاغذی نوٹ (ب) معیاری زر

(ج) کریڈٹ کارڈ (د) قانونی زر

4۔ ایسا چیک جس کے ذریعے چیک حامل ہذا براہ راست بنک سے رقم نہیں نکلوا سکتا ہو، کہلاتا ہے۔

(الف) حامل چیک (ب) سفری چیک

(ج) حکمی چیک (د) نشان زدہ چیک

5۔ چیک بنکوں میں امانتیں جمع کروانے والوں کے ہوتے ہیں۔

(الف) اثاثے (ب) حکم نامے

(ج) اکاؤنٹ (د) معاہدے

سوال 2: درج ذیل جملوں میں دی گئی خالی جگہیں پُر کریں۔

1۔ اشیا کے بدلے اشیا کا لین دین ------------------ کہلاتا ہے۔

2۔ پاکستان میں تمام کرنسی نوٹ ------------------ کاغذی زر ہیں۔

3۔ ------------ چیک کے ذریعے کوئی شخص بنک سے رقم نکلوا سکتا ہے۔

4۔ زر کی مقدار بڑھنے سے زر کی قدر میں ------------ واقع ہو جاتی ہے۔

5۔ زر کی مقدار اور زر کی قدر میں ------------ تعلق پایا جاتا ہے۔

6۔ حبیب بنک کا "محافظ" ------------ چیک کی مثال ہے۔

7۔ ایسی ہُنڈی جس کی فوری ادائیگی کردی جاتی ہے وہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کہلاتی ہے۔

8۔ پاکستان میں دھاتی سکے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جاری کرتی ہے۔

9۔ حکومت کی جاری کردہ رسیدیں یا تحریریں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کہلاتی ہیں۔

10۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔قرض خواہ اور قرض دار کے درمیان بھروسے اور اعتبار کی بنا پر گردش کرتا ہے۔

سوال 3: کالم (الف) اور کالم (ب) میں دیئے گئے جملوں میں مطابقت پیدا کر کے دُرست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
تخمینی محرک کا انحصار	محدود قانونی زر	
مساوات تبادلہ	بچتوں پر	
تمسکات	شرح سود	
دھاتی سکے	اعتباری زر	
زر کی رسد کا انحصار	قانونی زر	
	$T = \frac{MV}{P}$	
	$P = \frac{MV + M'V'}{T}$	

سوال 4: درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجئے۔

1۔ براہ راست تبادلہ سے کیا مراد ہے؟

2۔ پروفیسر جے ایم کینز کی تحریر کردہ زر کی تعریف بیان کریں۔

3۔ دھاتی زر سے کیا مراد ہے؟

4۔ اعتباری زر سے کیا مراد ہے؟

5۔ حکمی چیک اور حامل چیک میں فرق بیان کریں۔

6۔ زر کی طلب سے کیا مراد ہے؟

7۔ مدتی اور درشنی ہُنڈی میں فرق بیان کریں۔

8۔ بدل پذیر اور غیر بدل پذیر زر میں فرق بیان کریں۔

9۔ کاغذی زر سے کیا مراد ہے؟

سوال 5: درج ذیل سوالات کے جوابات تفصیل سے تحریر کریں۔

1۔ براہِ راست تبادلہ کے نظام کی مشکلات کا ذکر تفصیلاً کریں۔

2۔ زر سے کیا مراد ہے؟ زر کے فرائض بیان کریں۔

3 زر کی اہم اقسام پر روشنی ڈالیں۔